روح کی زندگی پر غور وفکر

روحی انسٹی ٹیوٹ

کتاب ۱

روح کی زندگی پر غور وفکر

کتاب 1

روحی انسٹی ٹیوٹ

Copyright © 2012, 2020 by the Ruhi Foundation, Colombia
All rights reserved. Edition 4.1.1.PE published in October 2020

Originally published in Spanish as *Reflexiones sobre la vida del espíritu*
Copyright © 1987, 1995, 2008, 2020 by the Ruhi Foundation, Colombia
ISBN 978-958-59880-3-3

Permission for a limited printing of this book in Urdu has been granted to Baha'i Publishing Trust Pakistan by the Ruhi Institute.

Ruhi Institute
Cali, Colombia
Email: instituto@ruhi.org
Website: www.ruhi.org

Baha'i Publishing Trust Pakistan
Baha'i Hall, Buisiness Recorder Road
Karachi, Pakistan
Tel: +92 021 32256429
Email: bptpakistan@gmail.com
Website: www.bahai.pk

اس کتاب میں

بہائی آثار مقدسہ کی تفہیم ---------------------------- 13

دعا و مناجات ---------------------------------- 27

زندگی اور موت ---------------------------------- 41

ٹیوٹر کے لیے چند خیالات

ان علاقوں کی تعداد جن میں" روح کی زندگی پر غور وفکر" روحی انسٹیٹیوٹ کے ذریعے پیش کردہ کورسز کے بنیادی سلسلے کی پہلی کتاب کا مطالعہ دنیا بھر میں کیا جا تا رہا ہے، کئی سالوں سے عروج پر ہیں۔ بہت سی صورتوں میں اس مواد کو دوستوں کے ایک گروپ میں پڑھا اور گفتگو کی جاتی ہے، جو ایک اسٹڈی سرکل (مطالعاتی حلقہ) کی شکل میں باقاعدگی سے مل سکتے ہیں، یا زوردار مطالعہ کی کمپین کی شکل میں، یا اسکول کی چھٹیوں کے دوران کسی کیمپ میں جمع ہو سکتے ہیں۔ موقع کوئی بھی ہو گروپ کا ایک فرد ٹیوٹر کے طور پر ہوتا ہے۔ ٹیوٹر اور دوسرے شرکاء کے مابین تعلق استاد اور شاگرد کی طرح نہیں ہوتا۔ سب شعوری طور پر ایک ایسے عمل میں مصروف ہوتے ہیں جس میں ہر کوئی سیکھنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ لیکن ٹیوٹر گفتگو کا کوئی علیحدہ اور غیر فعال سہولت کار بھی نہیں ہوتا۔ وہ تسلسل میں کافی کورسز مکمل کر کے اور ان کے تشویق کردہ خدمت کے کام سرانجام دے کر مطالعہ کئے جانے والے مواد کے مقصد کی حصول کے لئے گروپ کے شرکاء کو مدد دینے کے قابل ہو جاتا یا ہو جاتی ہے۔ جو کتاب اکے ٹیوٹر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں وہ وقتاً فوقتاً اس تعارف میں پیش کردہ خیالات کا جائزہ لینا سودمند پا سکتے ہیں۔

دنیا بھر میں شرکاء متنوع پس منظر سے اس پہلے انسٹیٹیوٹ کورس میں آتے ہیں۔ کچھ جامعہ بہائی کے اعضاء ہوتے ہیں جو اس امر کی خدمت کے لئے اپنی صلاحیت کو بڑھانا چاہتے ہیں جس کو انہوں نے قبول کیا ہوا ہے۔ کئی لوگ امر بہائی کا بطور دین اپنی تحقیق کے لئے اس کورس کے مطالعہ کا آغاز کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو بہائی نظریات کے گرویدہ ہوتے ہیں اور جامعہ کے مقاصد اور کوششوں کو اپنے آپ سے آشنا کروانا چاہتے ہیں۔ اور اس میں خاص طور پر جوانوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد ہے جو جامعہ بہائی کے فروغ کردہ ایک یا دوسرے پروگرام کے ذریعے معاشرے کی خدمت کے لیے اپنی صلاحیت بڑھانا چاہتے ہیں وہ ابتدائی قدم کے طور پر اس کورس کو لیتے ہیں۔

ابتدا سے ہی ہر ایک شریک پر یہ واضح ہونا چاہیے کہ روحی انسٹیٹیوٹ کے کورسز انسانیت کی خدمت کا راستہ نقش کرتے ہیں جس پر ہم میں سے ہر ایک مدد کرتے ہوئے اور دوسروں کی مدد پاتے ہوئے اپنی رفتار سے چلتے ہیں۔ اس راستے پر چلنے کا مطلب دوہرے اخلاقی مقصد کا حصول ہے: خود اپنی روحانی اور ذہنی نشوونما پر دھیان دینا اور معاشرے کی کایا پلٹ میں شراکت کرنا ہے۔ اس راہ میں پیشرفت کے لئے مشروط ہے کہ متعدد صلاحیتوں کی نشوونما کی جائے جن کے لئے سمجھ اور علم، روحانی خوبیوں اور قابل ستائش رویوں کے ساتھ ساتھ قابلیتوں اور مہارتوں کی بڑی تعداد کی ضرورت ہے۔ علم کے جن ذرائع پر انسٹیٹیوٹ کی کتابوں کو تیار کیا گیا ان میں امرِ بہائی کی تعلیمات ہیں اور ساتھ ہی دنیا بھر کے بہائی جامع کے تجربات کا مجموعہ ہے جو مادی اور روحانی تمدن کو آگے بڑھانے کے لیے حاصل کی جا رہی ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کو جو چیز تحریک بخشتی ہے وہ ایک فرد اور تمدن کا تصور ہے جو ہم تعمیر کر سکتے ہیں۔ یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ پس منظر سے آزاد تمام شرکاء یہ بصیرت اپنانے کے لئے آزاد ہیں جو ہر کتاب کے ہر یونٹ میں واضح ہے۔

ایک ایسی دنیا میں جہاں عقائد اور نظریات پیروکار حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن ذرائع استعمال کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں، امر اللہ سے ناواقف کسی شخص کو بھی انسٹیٹیوٹ کے ارادوں کے بارے میں قدرتی طور پر سوالات ہو سکتے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہو سکتے ہیں کہ" کیا مجھ سے اپنا دین تبدیل کرنے کو کہا جا رہا ہے؟" یا" کیا مجھ سے کسی دین میں شامل ہونے کے لئے کہا جا رہا ہے؟" اس طرح کے سوالات ٹیوٹر کو کورسز کے تسلسل کے مقصد کے بارے میں اوپر مذکورہ انداز میں وضاحت کرنے کا ایک موقع فراہم کرتے ہیں۔ جبکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ بہائی اپنے دوستوں کو جامعہ میں شامل ہوتے ہوئے دیکھنے کے خواہش مند ہو سکتے ہیں، ٹیوٹر یہ بھی بیان کر سکتا ہے کہ اُن کی اپنی تعلیمات انہیں ایسا کرنے سے روکتی ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کورسوں کے ذریعے کھولی گئی خدمت کی راہوں پر چلنا حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے بارے میں گہری تر ہوتی تفہیم کا مطالبہ کرتا ہے جو یہ مواد واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قبولیت اور ایمان ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے جس پر وہ

آزادانہ طور پر اور کسی دباؤ کے بغیر غور کر سکتا ہے۔

پس یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ تفہیم کے سوال سے جو اس تسلسل کے کتب کا مرکز ہے سے یہ پہلی کتاب شروع ہوتی ہے۔ آثار مقدسہ کا پڑھنا ویسا نہیں ہے جیسا ایک خواندہ شخص عموماً اپنی زندگی میں ہزاروں صفحات کی کتابیں پڑھتا ہے۔ اور یونٹ ”بہائی اثار کی تفہیم“ روانہ مقدس تحریروں سے اقتباسات پڑھنے اور اُنکے معانی پر غور و فکر کرنے کی عادت کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک ایسی عادت جو شرکاء کو خدمت کی راہ پر اپنے سفر کا آغاز کرتے ہوئے بڑی حد تک مدد فراہم کرے گی۔ اُنکے مطالعہ میں اُنکی رہنمائی کے لیے ٹیوٹر کو تفہیم کے موضوع پر کافی سوچ بچار کرنا ہوگی۔

بہائی تحریروں میں عمیق روحانی حقائق موجود ہیں اور جب ہم ان کے لامحدود معنی کے بارے میں اپنی فہم میں پیشرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم کبھی بھی کسی آخری حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ عام طور پر جب ہم اس کو پہلی بار پڑھتے ہیں تو اقتباس کے فوری معنی کی ایک بنیادی فہم حاصل کرتے ہیں اور یونٹ کا پہلا حصہ اسے نقطہِ آغاز کی حیثیت سے لیتا ہے۔ لہذا اس اقتباس کو پڑھنے کے بعد کہ ”دنیا کی اصلاح پاکیزہ و مقدس اعمال اور قابل ستائش و شائستہ چال چلن کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔“ شرکاء سے یہ سادہ سا سوال پوچھا جاتا ہے ”دنیا کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟“ اس طرح کے سوالات اور مشقیں پہلی نظر میں بہت زیادہ سادہ نظر آتی ہیں۔ مگر سالوں کا تجربہ انسٹیٹیوٹ کے اس انداز سے آغاز کرنے فیصلے کو درست ثابت کرتا ہے۔ ہم سب کو اس یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ ایک اقتباس کے حقائق کی تہوں کی تلاش کی جلد بازی میں واضح معنی کو دماغ سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ ادراک کے اس پہلے مرحلے پر توجہ دینا گروپ کے مشورے میں بھی سودمند ثابت ہوتا ہے۔ یہ اتحادِ فکر کو قوی کرتا ہے، جو اس وقت آسانی سے قابل حصول ہو جاتا ہے جب ذاتی رائے کو حکمت الٰہی کے ذریعے روشن ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔

یہاں یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ زیادہ تر اقتباسات کے فوری معنی کو سمجھنے میں سیاق و سباق سے ہٹ کر ایک لفظ پر طویل بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی موقع پر یہ ضروری ہو کہ کوئی گروپ کسی لفظ کو لغت میں تلاش کرے۔ تاہم اس سے زیادہ نتیجہ خیز یہ ہوسکتا ہے کہ شرکاء پورے جملے اور پیراگراف سے الفاظ کے معنی اخذ کرنا سیکھ لیں۔

فوری معنی کے دائرے سے بڑھ کر سمجھنے کے لیے وہ مثالیں جو نظریات کا ٹھوس اظہار کرتی ہیں سودمند ہوسکتی ہیں۔ اس حوالے سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سادہ مشقیں ہیں۔ مثال کے طور پر حصہ ۲ میں شرکاء سے اس اقتباس کی روشنی میں جو انہوں نے ابھی پڑھا ہے یہ تعین کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ مخصوص صفات قابل ستائش ہیں۔ حصہ ۴ میں اسی طرح کی ایک مشق میں انہیں پانچ خوبیوں کے نام لینے کو کہا جاتا ہے اور پھر فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے کہ بہائی تعلیمات میں بیان کردہ سچائی جو ”تمام انسانی خوبیوں کی بنیاد ہے“ کی عدم موجودگی میں کیا ان میں سے کسی ایک بھی کو حاصل کرنا ممکن ہے؟

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ یونٹ پیش کردہ عبارات کے کچھ مضمرات کے بارے میں سوچنے کے لئے شرکاء کو للکارتے ہوئے تفہیم میں آگے بڑھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ حصہ ۲ میں انہیں یہ تعین کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ بیان ”دنیا میں اچھے لوگ اس قدر کم ہیں کہ انکے کام کا کوئی اثر نہیں ہوگا“ درست ہے۔ یہاں محض رائے کو واضح کرنا مقصود نہیں۔ ٹیوٹر کو یہاں کچھ دیر رُک کر شرکاء کے جواب کی وجہ معلوم کرنی چاہیئے۔ بیان لازمی طور پر غلط ہونا چاہیئے کیونکہ یہ پچھلے حصہ کا پہلے اقتباس سے متصادم ہے اور یہ وہ نتیجہ ہے جس پر گروپ کو پہنچنا چاہیئے۔ اس قسم کی ایک اور مشق بھی ہے کہ آیا کسی بہائی کے لیے جائز ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرے۔ یہ کسی شخص کے سامنے گناہوں کا اعتراف اور توبہ کی ممانعت کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ پڑھے گئے کسی بھی عبارت میں واضح بیان نہیں کیا گیا۔ البتہ اس اقتباس پر غور و فکر سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے، ”قبل اس کے کہ تیرا حساب لیا جائے ہر روز اپنے نفس کا حساب کر لیا کر۔“

اس یونٹ کی مشقیں کسی بھی طرح زیرِ نظر اقتباسات کے معنی کی تمام حدود کا احاطہ کرنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ ایک سوال جس پر ہر ٹیوٹر کو غور کرنا چاہیے کہ کسی بھی مشق میں کتنی دیر گفتگو کرنا چاہیئے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ متعدد متعلقہ مگر ثانوی تصورات کو متعارف کر کے کی جانے والی طوالانی غور و خوض مواد

کے تاثیر کو کم کر دیتا ہے۔ ہر گروپ کو ترقی کی ایک مناسب رفتار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ شرکا کو یہ واضح احساس ہونا چاہئے کہ وہ اپنے امکانات کے مطابق با قاعدہ ترقی کر رہے ہیں۔ بہر حال ٹیوٹر کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ مشقوں کو سوچے سمجھے اور تجزیہ کئے بغیر حصوں کو سرسری طور پر پڑھ کر اور جلدی جلدی ختم نہ کر دیا جائے۔ جو گروپ اس طرح محض جوابات کو پُر کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں کبھی بھی دیر پا نتائج حاصل نہ کر سکے۔

ایک آخری نقطہ کچھ ذکر کا مستحق ہے: اس بات کو یقینی بنانا ٹیوٹر پر عائد ہوتا ہے کہ گروپ کا ہر شریک مواد کے ذریعہ فروغ دیئے جانے والے سیکھنے کے عمل میں مصروف رہے۔ کسی بھی فرد کو بولنے کے لئے دباؤ ڈالے بغیر شرکت میں شامل رکھنا اکثر ایک للکار ہوتی ہے۔ آغاز سے ہی ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس للکار کا سامنا شاذ و نادر ''اس سے اپنے کیا سمجھا؟'' جیسے سوالات پوچھنے سے کم ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے سوالات علم اور سچائی کو گھٹا کر رائے کی سطح پر لے آتے ہیں۔ اور اسکے بعد گروپ کے اعضاء کے درمیان مشورت میں بلند تر تفہیم پیدا کرنے کا ماحول پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کے دوسرے یونٹ کا تعلق پہلے کی طرح روحانی زندگی کی ضروری عادت سے ہے یعنی با قاعدگی سے دعا و مناجات کرنا۔ اس کے ابتدائی حصہ میں ''خدمت کی راہ'' کے تصور کو واضح کیا گیا اور یہ تجویز دی جاتی ہے کہ اس راہ پر چلنے کے لئے ہمیں ایک دوہرے مقصد سے بھرپور ہونا چاہیئے۔ شرکاء اقتباسات کے ایک ابتدائی سیٹ کی جانچ کرتے ہیں جو اس مقصد کی نوعیت کے بارے میں بصیرت پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو آئندہ کورسز میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

اس موضوع کے پس منظر میں یہ یونٹ دعا و مناجات کی اہمیت کی کھوج کرتا ہے۔ اس میں وہی طرز اپنایا گیا ہے جس میں اس سے پہلے کے کئی پیراگراف بیان کئے گئے تھے۔ سوالات اور مشقیں اس طرح تیار کی گئی ہیں تا کہ زیر مطالعہ تحریروں سے اقتباسات کے معنی کی تفہیم کو بڑھا سکیں۔ جیسے جیسے گروپ یونٹ سے گزرتا ہے ٹیوٹر کو ماضی کی تفاسیر اور طریقہ کار سے جڑ پکڑے ہوئے تصورات کا تجزیہ کرتے ہوئے شکوک و شبہات کو دور کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ کچھ روایات میں رسم و رواج اور وضع نے بتدریج باطنی کیفیت کی اہمیت کو سایہ فگن کر دیا ہے اور بہت سارے لوگ دعا و مناجات کی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہیں جو کہ انسانی روح کے لئے جسم کی پرورش کرنے والی غذا کی اہمیت سے کم تر اہم نہیں۔

سب سے بڑھ کر پھر یہ یونٹ شرکاء میں ''خدا سے ہم کلام ہونے'' اور اس کا قرب حاصل کرنے کی گہری خواہش بیدار کرتا ہے۔ پیش کردہ نظریات میں حالتِ دعا میں داخل ہونا، ایسا کرتے ہوئے قلوب اور ذہنوں کی کیفیت اور وہ حالات جو ہمارے اردگرد کے ماحول میں پیدا ہونے چاہئیں خواہ ہم اکیلے ہوں یا مجلس میں شامل ہیں۔ اجتماعی عبادت کے ذریعے پیدا ہونے والی قوتوں کے بارے میں غور کرنے کے بعد شرکاء سے دعا اور عقیدت کے لئے ایک اجتماع کی میزبانی پر غور کرنے کو کہا جاتا ہے۔

اس کتاب کے تیسرے یونٹ ''زندگی اور موت'' کا مطالعہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ خدمت کے راستے پر چلنے کے عزم اور اسکے مزید گہرے معنی کے ساتھ وقف کرنے کو تقویت دے گا۔ زندگی کے مکمل سیاق و سباق میں خدمت کو اس دنیا میں بہتر طور پر سمجھا جاتا ہے جو ہماری زمینی وجود سے آگے بڑھتا ہے اور ہمیشہ جاری رہتا ہے جس طرح ہماری روحیں خدا کی دنیاوں میں ترقی کرتی ہیں۔ تعلیم کے ایک عمل میں تکنیکی تربیت کے برخلاف شرکاء کو چاہیے کہ وہ جو کر رہے ہیں اسکے معنی اور اہمیت کے بارے میں شعور کو بڑھاتے رہیں۔ اگر صرف اسی طرح شعور بڑھتا ہے، تجربہ بتاتا ہے کہ وہ خود کو اپنی سیکھلائی کے ذمہ دار ''کارکن'' کے طور پر دیکھیں گے۔

یونٹ کا ہر حصے کا آغاز بہائی تحریروں سے لئے گئے ایک سے تین اقتباسات سے ہوتا ہے جسکے بعد چند مشقیں ہیں۔ اس یونٹ کے اقتباسات کی زبان پچھلے دو کے بنسبت زیادہ توجہ طلب ہیں۔ بلاشبہ گروپ کو مشکل الفاظ پر بہت غور و خوض کی ضرورت نہیں۔ ٹیوٹر یہ یقینی بنانا چاہے گا کہ تمام شرکاء نے ہر حصہ کے مرکزی خیال کو سمجھ لیا ہے جو کہ مشقیں واضح کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

موضوع کی نوعیت کے مدِ نظر ٹھوس مثالوں پر مشتمل مشقیں تعداد میں کم اور وقفوں سے موجود ہیں۔ زیادہ تر مشقیں نظریاتی سطح پر کام کرتی ہیں۔ غور طلب

یہ ہے کہ مشقوں سے پیدا ہونے والے کچھ سوالات کا فوری یا بہت واضح جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اس موضوع کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لئے متعارف کروائے گئے ہیں۔ اگر شرکاء اس طرح کے سوالات کے بارے میں صرف سوچتے ہی ہیں تو سیکھنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

پہلے کئی حصے روح اور جسم کے درمیان تعلق پر مرکوز ہیں جو ایک ساتھ اس سرزمین پر انسانی وجود کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان حصوں میں پیش کردہ مرکزی خیال یہ ہے کہ روح جسمانی وجود نہیں ہے۔ جسم کے ساتھ اس کا تعلق آئینے میں سے ظاہر ہونے والی روشنی کی طرح ہے۔ نہ ہی اس کی سطح پر جمی دھول اور نہ ہی آئینے کی حتمی تباہی خود روشنی کی چمک دمک کو متاثر کر سکتی ہے۔ موت صرف حالت کی ایک تبدیلی ہے جب جسم اور روح کے درمیان تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اسکے بعد روح ابد تک اپنے خالق کی طرف ترقی کرتی رہتی ہے۔

اس کے بعد یونٹ زندگی کے مقصد --- خدا کو جاننا اور اسکا قرب کو حاصل کرنا --- کے سوال کی طرف آتا ہے۔ یہاں گفتگو دو وسیع موضوعات کے گرد گھومتی ہے۔ پہلا اس دنیا میں ہماری زندگی کا مقصد اور دوسرا موت کے بعد روح کا سفر ہے۔ روح خدا کی ایک نشانی ہے اور یہ اسکے تمام اسماء وصفات کو ظاہر کرسکتی ہے۔ البتہ انسان کے اندر صلاحیت چھپی ہوئی ہیں اور انہیں مظہرظہور الٰہی جو ایسی مقدس ہستیاں ہیں جو وقتاً فوقتاً انسانیت کی رہنمائی کے لئے آتی ہیں کی مدد سے ہی ترقی دی جاسکتی ہے۔ وہ جو روحانی تعلیم فراہم کرتے ہیں اسکے ذریعے ہمارے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا انکشاف کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک موت کے بعد روح کے سفر کا تعلق ہے شرکاء کے غور کرنے کے لیے خیالات کا ایک سلسلہ مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کہ جو خدا کے وفادار ہیں حقیقی خوشیاں حاصل کریں گے۔ یہ کہ ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی اپنے انجام کو نہیں جان سکتا لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کو درگزر کر دینا اور خود کو دوسروں سے برتر محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ یہ کہ جس طرح اس دنیا میں ہے اگلی دنیا میں بھی روح مسلسل ترقی کرتی رہے گی اور ہم نے جو روحانی استعداد یہاں حاصل کی ہیں وہ ہمیں وہاں مدد کریں گی۔ یہ کہ ہم اپنے پیاروں کو اگلی دنیا میں پہچان لیں گے، اپنی زندگیوں کو اُس دنیا میں یاد رکھیں گے اور پاک اور مقدس ارواح کی صحبت کا لطف اٹھائیں گے۔

یہ یونٹ حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے ایک اقتباس پر اختتام پذیر ہوتا ہے جس میں ہمیں اگلی دنیا کے فیوضات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے اور زور دیا کہ وہ اس زندگی میں آنے والی تبدیلیوں اور امکانات کو غم کا باعث نہ بنائیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے مطالعہ کیا انکی اپنی زندگیوں پر اسکے مضمرات پر غور کریں۔

بہائی آثار کی تفہیم

مقصد:

مقدس تحریروں کو پڑھنے اوران کے مطالب پر غور وفکر کرنے
کی صلاحیت پیدا کرنا تا کہ ہر روز کلام الٰہی
پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔

حصہ 1:

اس یونٹ کا مقصد ہر روز مقدس تعلیمات سے عبارات کا پڑھنا اور انکے معنی پر غور کرنے کی عادت کو ترقی دینا اور مستحکم کرنے میں آپ کی مدد کرنا ہے۔ یونٹ ایک سادہ سی مشق کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں آپ سے کلامِ الٰہی میں سے ایک جملے کے برابر اقتباس کو پڑھنے اور ایک سوال کے جواب دینے کو کہتے ہیں، جسکا جواب خود وہی اقتباس ہے۔ اگرچہ عمل کرنا آسان ہے، لیکن یہ مشق آپ کو دیئے گئے بیانات کے معنی پر غور کرنے اور حفظ کرنے میں مدد دے گی۔

''دنیا کی اصلاح پاکیزہ و مقدس اعمال اور قابل ستائش وشائستہ چال چلن کے ذریعہ کی جاسکتی ہے''

1۔ دنیا کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟ ____________________

____

''خبردار، اے اہل بہآء! ایسا نہ ہو کہ تم ان لوگوں کی راہوں پر چلو جن کے اقوال اُن کے اعمال سے مختلف ہیں''

2۔ ہمیں کن لوگوں کی راہوں پر نہیں چلنا ؟ ____________________

____

''اے فرزند ہستی! قبل اس کے کہ تیرا حساب لیا جائے ہر روز اپنے نفس کا حساب کر لیا کر''

3۔ اس سے قبل کہ ہمارا حساب لیا جائے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ____________________

____

''کہہ دے اے بھائیو! اپنے آپ کو اعمال سے آراستہ کرو، نہ کہ اقوال سے''

4۔ ہمیں خود کو کس چیز سے آراستہ کرنا چاہئے؟ ____________________

____

''کلمۂ پاک اور پاکیزہ ومقدس اعمال احدیت کے پُرجلال آسمان پر جاتے ہیں''

5۔ کلمۂ پاک اور مقدس اعمال کیا کرتے ہیں؟ ____________________

حصہ 2:

نیچے کئی مشقیں ہیں جن کا تعلق ان اقتباسات سے ہے جن کو ابھی ابھی آپ نے پڑھا ہے۔ ان کا مقصد آپ کو عبارات کی اہمیت پر آپ کے گروپ میں مزید غور کرنے میں مدد کرنا ہے اور میکانکی طریقہ پر نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر مشق کیلئے بڑے پیمانے پر گفتگو کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم اگر مشق مشکل ہو تو آپ کے گروپ کا ٹیوٹر اس کی بخوبی طور پر غور کرنے میں آپ کی مدد کرے گا۔

1۔ جب کوئی چیز ''قابلِ ستائش'' ہوتی ہے تو وہ تعریف کے لائق ہوتی ہے۔ درج ذیل میں سے کونسی قابلِ ستائش باتیں ہیں؟

ایک اچھا کارکن ہونا؟ ______

دوسروں کا احترام کرنا؟ ______

سرگرم ہونا؟ ______

جھوٹا ہونا؟ ______

سست اور کاہل ہونا؟ ______

دوسروں کی ترقی میں مددگار رہونا؟ ______

2۔ فقرہ ''قبل اس کے کہ تیرا حساب لیا جائے'' سے مراد کیا ہے؟ ______

______

3۔ درج ذیل میں کونسا بیان درست ہے؟

دنیا میں اچھے لوگ اس قدر کم ہیں کہ ان کے کام کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ______

کوئی چیز اسی وقت درست ہوتی ہے جب یہ دوسرے لوگوں کے نظریات کے مطابق ہو۔ ______

کوئی چیز اس وقت درست ہوتی ہے جب وہ خدا کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ ______

4۔ درج ذیل میں کونسے پاکیزہ ومقدس اعمال ہیں:

بچوں کا خیال رکھنا اور ان کی تربیت کرنا۔ ______

چوری کرنا۔ ______

دوسروں کی ترقی کے لئے دعا کرنا۔ ______

کسی مشکل سے جان چھڑانے کے لئے تھوڑا سا جھوٹ بولنا۔ ______

دوسروں کی اس توقع کے ساتھ مدد کرنا کہ اس کا صلہ ملے گا۔ ______

5۔ درج ذیل میں سے کن حالات میں اس شخص کے الفاظ اسکے اعمال سے مختلف ہیں؟

کوئی دہراتا رہتا ہے کہ ہم سب کو متحد رہنا چاہئے لیکن اس انداز میں برتاؤ کرتا ہے جس سے تنازعہ پیدا ہوتا ہے۔ ______

کوئی پاکباز زندگی کی قدروں کی تعریف کرتا ہے لیکن رشتہ ازرواج سے باہر جنسی تعلقات رکھتا ہے۔ ______

کوئی ایک ایسے مذہبی عقیدے کا اقرار کرتے ہوئے کبھی کبھار شراب پیتا ہے جس میں اس کو پینا ممنوع ہو۔ ______

کوئی مرد اور خواتین کے مساوات کی حمایت کرتا ہے، لیکن تاجر کی حیثیت سے عورتوں کو اسی کام کی اجرت مردوں سے کم ادا کرتا ہے۔ ______

6۔ کیا کسی بہائی کے لئے یہ جائز ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرے؟ ______

7۔ دوسروں کے سامنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ مانگنے کی بجائے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ ______________________________

____

8۔ ''احدیت کے پُرجلال آسمان'' سے کیا مراد ہے؟ ______________________________

____

9۔ دنیا پر بُرے اعمال کے کیا اثرات مرتب ہونگے؟ ______________________________

____

10۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں خود اُن پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟ ______________________________

____

حصہ 3:

اب درج ذیل کلام الٰہی سے اقتباسات کو پڑھیں اور غور کریں۔ پھر ان کو حفظ کرنے کی کوشش کریں۔

''سچائی تمام انسانی خوبیوں کی بنیاد ہے''

1۔ تمام انسانی خوبیوں کی بنیاد کیا ہے؟ ______________________________

____

''سچائی کے بغیر کسی بھی نفس کے لئے خدا کے تمام عوالم میں ترقی اور کامیابی ناممکن ہے۔''

2۔ سچ بولنے کی عادت کے بغیر کیا ناممکن ہے؟ ______________________________

____

''اے لوگو! اپنی زبانوں کو سچائی سے آراستہ کرو، اور اپنے نفوس کو دیانت داری کے زیور سے سجاؤ''

3۔ ہمیں اپنی زبانوں کو کس چیز سے آراستہ کرنا چاہیئے؟ ______________________________

4۔ ہمیں اپنے نفوس کو کس چیز سے سجانا چاہیئے؟ ______________________________

''اپنی نظر کو باحیا، اپنے ہاتھ کو امانتدار، اپنی زبان کو راست گو، اور اپنے دل کو روشن خیال بناؤ''

5۔ ہماری نظر کو کیسا ہونا چاہیئے؟ __________ ہمارے ہاتھ؟ __________ ہماری زبان؟ __________ ہمارا دل؟ __________

''وہ جو خدا کے خیمے میں رہتے ہیں، اور ہمیشہ قائم رہنے والے جلال کی مسند پر قائم ہیں، اگر وہ بھوک سے مر بھی رہے ہوں، ہمیشہ ہاتھوں کو پھیلانے سے اور اپنے پڑوسی کی ملکیت پر قبضہ کرنے سے انکار کر دیں گے، خواہ وہ کتنا ہی خراب اور بیکار کیوں نہ ہو۔''

6۔ ہم اگر بھوک سے مر بھی رہے ہوں تو کیا کرنے سے انکار کر دینا چاہیئے؟ ______________________________

____

____

حصہ 4:

جیسا کہ آپ نے حصہ 2 میں محسوس کیا ہوگا مشقوں میں سے بعض دوٹوک جواب کا تقاضا کرتے ہیں۔ ان صورتوں میں اگر جواب کے بارے میں کوئی شک ہوتو آپ کے گروپ کا ٹیوٹر آپ کو اور آپ کے ساتھی شرکا کو سوچ کے اتحاد تک پہنچنے میں مدد کرے گا۔ دوسری مشقوں کیلئے، خود گفتگو ہی مفید ہے اور کوئی مخصوص جواب متوقع نہیں۔ درج ذیل میں مشق 3 پہلی قسم میں آتی ہے، جبکہ مشق 2 دوسرے میں شمار ہوتی ہے۔

سچ بولنا تمام انسانی خوبیوں کی بنیاد ہے۔ پانچ انسانی خوبیاں لکھیں؟ ____________________

____

____

____

2۔ کیا ہم یہ خوبیاں سچائی کے بغیر حاصل کر سکتے ہیں؟ ____________________

3۔ درج ذیل میں سے کونسے بیانات درست ہیں؟

____ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو بھی باانصاف ہوسکتا ہے۔

____ اگر کوئی چوری کرتا ہے تو بھی اس کے ہاتھ امانت دار ہوتے ہیں۔

____ امانت دار ہاتھ کبھی بھی اس چیز کو نہیں چھوتے جو اسکی نہیں ہوتی۔

____ فحش مواد کو دیکھنا حضرت بہآء اللہ کی آنکھ کو باحیا ہونے کی صلاح کے خلاف ہے۔

____ راست گوئی سے مراد جھوٹ نہ بولنا ہے۔

____ ایمانداری روح کا زیور ہے۔

____ ایک فرد جو سچ نہیں بولتا وہ روحانی طور پر ترقی کر سکتا ہے۔

____ کبھی کبھار جھوٹ بولنا درست ہے۔

____ کسی مالک کی کوئی چیز اُس کی اجازت کے بغیر یہ سوچ کر اٹھالینا کہ ہم واپس کر دیں گے، چوری نہیں ہے۔

____ اگر یہ سوچ کر آدمی کسی کی چیز اٹھالے کہ بعد میں واپس کر دے گا تو یہ چوری نہیں ہے۔

____ جب ہم ایمانداری سے کام کرتے ہیں اور منصف ہوتے ہیں اور سچ بولتے ہیں تو ہمارا دل روشن ہوتا ہے۔

____ معمولی سے دھوکے کے بغیر کاروبار کو کامیاب بنانا ممکن نہیں۔

4۔ کیا خود سے جھوٹ بولنا ممکن ہے؟ ____________________

5۔ جب ہم جھوٹ بولتے ہیں تو کیا گنواتے ہیں؟ ____________________

6۔ اگر ہم سب سچے اور ایماندار ہو جائیں تو دنیا کیسی ہو جائے گی؟ ____________________

حصہ 5:

درجِ ذیل اقتباسات کو پڑھیں اور انہیں حفظ کرنے کی کوشش کریں۔ آثار مقدسہ سے اقتباسات کا حفظ کرنا بہت زیادہ مفید ہوتا ہے اور آپ کو چاہئے کہ ایسا کرنے کی حتی المقدار کوشش کریں۔ بلاشبہ ہر کوئی عبارتوں کو آسانی سے حفظ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ بہر حال کوشش کرنا نظریات کو دلوں اور دماغوں میں بٹھانے میں اور اُن الفاظ میں اظہار کرنے میں مدد کرتا ہے اصل متن سے ممکنا طور پر قریب ہو۔

"مہربان زبان لوگوں کے دلوں کا مقناطیس ہے یہ روح کی غذا ہے، یہ الفاظ کو معنی کی پوشاک پہناتی ہے۔ یہ حکمت و دانائی کی روشنی کا سرچشمہ ہے۔۔۔"

1۔ مہربان زبان کو کیا کہا جاسکتا ہے؟ ______________________________

2۔ مہربان زبان کا الفاظ پر کیا اثر ہوتا ہے؟ ______________________________

"اے خدا کے پیارو! اس مقدس دور میں تصادم اور مجادلہ کی کسی صورت میں اجازت نہیں ہے۔ ہر جارح خود کو خدا کی رحمت سے محروم کر لیتا ہے۔۔۔"

3۔ اس اقتباس کی رو سے اس دور میں کیا کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ ______________________________

4۔ جارحیت کرنے والا خود کے ساتھ کیا کرتا ہے؟ ______________________________

"آج کے دن خدا کے پیاروں کے درمیان نفاق اور جھگڑا، مجادلہ، رنجش اور سرد مہری سے بڑھ کر اور کوئی چیز امر اللہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی"

5۔ امر اللہ کو کون سی صورتحال سب سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے؟ ______________________________

"تم محض الفاظ کے ذریعہ ہی دوستی کے اظہار سے مطمئن نہ ہو رہو بلکہ جن لوگوں سے بھی تمہاری مڈ بھیڑ ہو ان کے لئے پُرمحبت مہربانی سے اپنے دلوں کو جلاؤ"

6۔ ہمیں کس قسم کی دوستی سے مطمئن نہیں ہو بیٹھنا چاہئے؟ ______________________________

7۔ ہمارا دل کس چیز سے جلنا چاہئے؟ ______________________________

"جب جنگ کا خیال آئے تو امن کے ایک شدید تر خیال سے اس کی مخالفت کرو۔ نفرت کے خیال کو محبت کے ایک زیادہ قوی خیال کے ذریعہ تباہ کر دینا چاہئے۔"

8۔ جنگ کے خیال کی مخالفت کس سے کرنی چاہئے؟ ______________________________

9۔ نفرت کے خیال کو کس سے تباہ کیا جانا چاہیے؟______________________

____

حصہ6:

مندرجہ بالا اقتباسات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، درج ذیل مشق کو حل کریں:

1۔ ''مقناطیس'' چنبک کا دوسرا نام ہے۔ایک مہربان زبان کس طرح مقناطیس کی طرح کام کرتی ہے؟______________________

____

2۔ درج ذیل بیانات میں سے کونسے فقرے ایک مہربان زبان سے ادا ہوئے ہیں:

_____ ''مجھے تنگ نہ کرو!''

_____ ''تم یہ سمجھ کیوں نہیں رہے؟''

_____ ''برائے مہربانی کیا آپ انتظار فرمائیں گے؟''

_____ ''اوہ! کتنے شریر بچے ہیں!''

_____ ''شکریہ! آپ بڑے مہربان ہیں۔''

_____ ''میرے پاس آپ کے لئے کوئی وقت نہیں ہے، میں مصروف ہوں۔''

3۔ درج ذیل میں سے کونسی صورتحال تصادم اور مجادلہ پیش کرتی ہیں:

_____ کسی موضوع پر مشورت کے دوران دو افراد الگ الگ خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

_____ مشورت کے دوران دو افراد بگڑ جاتے ہیں اور آپس میں بحث کرنے لگ جاتے ہیں۔

_____ دو افراد ہفتہ وار دعائیہ جلسات میں شرکت کرنا بند کردیتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کرتے۔

_____ ایک مہم میں تعاون کرنے والی ٹیم شکایت کرتی رہتی ہے، ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دوسرا اپنا کردار ادا نہیں کر رہا۔

4۔ کونسی صورت حال رنجش ظاہر کرتی ہیں؟

_____ سڑک پر دو دوست ایک دوسرے کے پاس سے گزر جاتے ہیں مگر ایک دوسرے کو نظرانداز کردیتے ہیں۔

_____ کوئی شخص دعائیہ جلسے میں آتا ہے اور ہر کوئی اس کا گرم جوشی سے استقبال کرتا ہے۔

_____ ایک گروپ کے دو اعضا مل کر کسی مہم میں حصہ نہیں لیتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ شائستہ ہیں۔

5۔ درج ذیل عبارات کے درست ہونے کا فیصلہ کریں۔

_____ آدمی کو دوسروں کے بارے میں بالکل وہی کہہ دینا چاہئے جو وہ سوچتا ہے اور اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہئے کہ اس سے ان کا دل دُکھے گا۔

_____ جھگڑے سے بچنے کے لئے اگر جھوٹ بھی کہنا پڑے تو درست ہے۔

_____ محبت اور مہربانی سے جھگڑوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

_____ الفاظ زیادہ موثر ہوتے ہیں اگر محبت سے کہے جائیں۔

_____ اگر کوئی دوسرا لڑنا شروع کرے تو اس سے جھگڑنا درست ہے۔

_____ اگر آدمی بیمار یا افسردہ ہو تو اسے دوسروں کے ساتھ درشتگی سے پیش آنے کا حق ہے۔

_____ دوسروں پر ہنسنا مہربانی نہیں اگر انہوں نے کچھ غلط کیا ہو۔

_____ جب دو احباب کے درمیان رنجش ہو تو ہر ایک کو خصوصی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ دوسرے کے قریب آئے۔

_____ جب رنجش ہو تو ہر ایک کو انتظار کرنا چاہئے کہ دوسرا قریب آنے کی کوشش کرے۔

حصہ 7:

درج ذیل اقتباسات کا پڑھیں اور پھر انہیں زبانی یاد کرلیں:

''۔۔۔غیبت دل کی روشنی کو بجھا دیتی ہے اور روح حیات کو مٹا دیتی ہے۔''

''جب تک تو خود خطا کار ہے، کسی کے گناہ کا ذکر نہ کر۔''

''کسی کو برا نہ کہہ تا کہ تو بھی برا نہ سنے، لوگوں کے عیب کو بڑا نہ سمجھ تا کہ تیرا عیب بھی بڑا دکھائی نہ دے۔۔۔''

''اے فرزند ہستی! تو اپنے عیب کیوں بھول گیا اور میرے بندوں کے عیب نکالنے میں مصروف ہو گیا؟ جو شخص ایسا کرتا ہے اس پر میری لعنت ہے''

1۔ غیبت کرنے والے پر غیبت کا کیا اثر ہوتا ہے؟ _____

_____

2۔ دوسرے کے گناہوں کا ذکر کرنے سے پہلے ہمیں کیا سوچنا چاہئے؟ _____

_____

3۔ اگر ہم دوسروں کی غلطیوں کو بڑا کریں گے تو ہمیں کیا ہوگا؟ _____

_____

4۔ دوسروں کی خطاؤں کے بارے میں سوچتے وقت ہمیں کیا یاد رکھنا چاہئے؟ _____

_____

حصہ 8:

درج بالا اقتباسات کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج ذیل مشق کو حل کریں:

1۔ جو شخص دوسروں کی غلطیوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے اس کی روح کی ترقی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ _____

_____

2۔ بہائی سماج پر غیبت کا کیا اثر پڑتا ہے؟ _____

_____

3۔ جب ایک دوست کسی دوسرے کی غلطیوں کا ذکر شروع کریں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ ____________________

____

4۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات سچ ہیں:

____ جب ہم کسی شخص کی حقیقی غلطیوں کے بارے میں بات کرتے ہیں تو یہ غیبت نہیں ہے۔

____ جب ہم کسی کی اچھائی اور برائی ساتھ ساتھ بیان کریں تو یہ غیبت نہیں۔

____ غیبت ہمارے معاشرے میں ایک عام عادت بن چکی ہے اور ہمیں اس سے بچنے کی عادت ڈالنی ہی ہوگی۔

____ اگر سننے والا یہ وعدہ کرے کہ ہم اسے دوسرے فرد کے بارے میں جو کچھ بتانے والے ہیں وہ اس کا ذکر کہیں اور نہیں کریگا تو پھر غیبت کرنے کا کوئی نقصان نہیں

____ غیبت اتحاد کے بڑے بڑے دشمنوں میں سے ایک ہے۔

____ اگر ہم ہمیشہ دوسروں کے بارے میں باتیں کرتے رہنے کو اپنی عادت بنالیں تو اس سے یہ خطرہ ہے کہ ہم غیبت کرنے لگیں گے۔

____ جب محفل روحانی میں اس لئے مختلف لوگوں کی صلاحیتوں کے بارے میں گفتگو ہوتی ہے کہ انہیں کسی ادارے کے لئے بطور عضو نام لیا جائے تو یہ غیبت ہے۔

____ اگر ہمارا جی غیبت کرنے کو چاہے تو ہمیں خود اپنی خامیاں یاد رکھنی چاہیئے۔

____ اگر ہمیں معلوم ہو کہ کوئی شخص کوئی ایسا کام کر رہا ہے جو امر اللہ کو یا سماج کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے تو ہمیں چاہیئے کہ دوسرے بہائیوں کے ساتھ اس پر گفتگو کریں۔

____ جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص ایسا کام کر رہا ہے جس سے امر اللہ یا سماج کو نقصان پہنچ رہا ہے تو ہمیں چاہیئے کہ محفل روحانی کو مطلع کریں۔

____ میاں بیوی اگر کسی دوسرے کی خطاؤں کے بارے میں آپس میں بات کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے ہم راز ہیں اور انہیں کوئی بات ایک دوسرے سے نہیں چھپانا چاہیئے۔

حصہ 9:

اس یونٹ کا مقصد، جس طرح ابتدا میں ذکر ہو چکا ہے، شرکا کو کلام الٰہی سے روزانہ عبارتوں کو پڑھنے اور انکے معنی پر غور کرنے کی عادت کو مضبوط بنانے اور مستحکم کرنے میں مدد کرنا ہے۔ ہماری روحانی ترقی کا باعث، ہر روز صبح اور شام کو آیات الٰہیہ کا پڑھنا، حضرت بہا اللہ کی ایک تعلیم ہے۔ درج ذیل عبارت اس فرض کی ادائیگی سے حاصل ہونے والی عنایات کی یاد دہانی کراتی ہے اور آپ کو اسکی ذہن نشینی کیلئے تشویق کی جاتی ہے۔

''میرے کلمات کے سمندر میں غوطہ لگاؤ تا کہ تم شاید اس کے اسرار سے مطلع ہو سکو اور حکمت کے ان تمام موتیوں کو منکشف کر سکو جو اس کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے۔''

اس یونٹ کو مکمل کرنے کے بعد، اب آپ چاہیں گے کہ آپ کے پاس حضرت بہآءاللہ کا کلام موجود ہو اور آپ اس میں سے ہر روز تلاوت کر سکیں۔ کتاب **''کلمات مکنونہ''** ایک اچھی پہلی پسند ہو سکتی ہے۔

REFERENCES

1. Bahá’u’lláh, cited by Shoghi Effendi, *The Advent of Divine Justice* (Wilmette: Bahá’í Publishing Trust, 2006, 2018 printing), par. 39, pp. 36–37.

2. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh* (Wilmette: Bahá’í Publishing Trust, 1983, 2017 printing), CXXXIX, par. 8, p. 345.

3. Bahá’u’lláh, *The Hidden Words* (Wilmette: Bahá’í Publishing Trust, 2003, 2012 printing), Arabic no. 31, p. 11.

4. Ibid., Persian no. 5, p. 24.

5. Ibid., Persian no. 69, p. 46.

6. ‘Abdu’l-Bahá, cited by Shoghi Effendi, *The Advent of Divine Justice*, par. 40, p. 39.

7. Ibid.

8. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, CXXXVI, par. 6, p. 336.

9. *Tablets of Bahá’u’lláh Revealed after the Kitáb-i-Aqdas* (Wilmette: Bahá’í Publishing Trust, 1988, 2005 printing), no. 9.5, p. 138.

10. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, CXXXVII, par. 3, p. 338.

11. Ibid., CXXXII, par. 5, p. 327.

12. *Will and Testament of ‘Abdu’l-Bahá* (Wilmette: Bahá’í Publishing Trust, 1944, 2013 printing), p. 26.

13. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, V, par. 5, p. 8.

14. From a talk given on 16 and 17 October 1911, published in *Paris Talks: Addresses Given by ‘Abdu’l-Bahá in 1911* (Wilmette: Bahá’í Publishing, 2006, 2016 printing), no. 1.7, p. 6.

15. From a talk given by ‘Abdu’l-Bahá on 21 October 1911, ibid., no. 6.7, p. 22.

16. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, CXXV, par. 3, p. 300.

17. *The Hidden Words*, Arabic no. 27, p. 10.

18. Ibid., Persian no. 44, p. 37.

19. Ibid., Arabic no. 26, p. 10.

20. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, LXX, par. 2, p. 154.

دعا ومناجات

مقصد:

دعا ومناجات کی اہمیت کو سمجھنا اور دعا کے بارے میں
ضروری روّیوں کو مسلسل پروان چڑھانا۔

حصہ 1:

روحی انسٹیٹیوٹ کے نصاب کا مقصد شرکا کو خدمت کی راہ پر گامزن ہونے میں مدد کرنا ہے۔ ہم اس راستے پر دوہرے احساسِ مقصد سے متاثر ہو کر چلتے ہیں: روحانی اور فکری طور پر ترقی کرنا اور سماج کی کایا پلٹ میں شرکت کرنا۔ ہمارے مقصد کے یہ دو پہلو ایک دوسرے کے ساتھ لاینفک ہیں۔

حضرت بہاء اللہ ایک بیان میں ہمیں یہ نصیحت فرماتے ہیں:

''خود کو محض اپنی ہی دلچسپیوں میں مصروف نہ رکھو؛ اپنے خیالات کو اس بات پر جمنے دو جو نوع بشر کی تقدیر کو بنائے گی اور لوگوں کے دلوں اور روحوں کو پاکیزہ کرے گی۔''

دوسرے بیان میں آپ وضاحت فرماتے ہیں:

''یہ مظلوم گواہی دیتا ہے کہ وہ مقصد جس کے لئے فانی انسانوں نے نیستی محض سے ہستی کے میدان میں قدم رکھا ہے یہ ہے کہ وہ دنیا کی بہتری کے لئے کام کر سکیں اور اتفاق و امن سے مل جل کر رہیں۔''

ہماری باطنی حالت کے حوالے سے آپ اعلان فرماتے ہیں:

''خالص دل آئینے کی مانند ہے۔ اسے پاک محبت اور بے نیازی کے صیقل ذریعے ماسواء اللہ سے پاک کرو تا کہ آفتاب حقیقی اس میں جلوہ فرمائے اور صبح ازلی نمودار ہو۔''

اور حضرت عبدالبہا، ہم سے فرماتے ہیں:

''تمہارے قلوب پاکیزہ اور تمہارے ارادے نیک ہونے چاہیئے تا کہ تم ملکوتی عنایات پا سکو۔''

۱۔ ہماری سوچوں اور اغراض کا مرکز کیا ہونا چاہئے؟ ____________________

____

____

۲۔ کس مقصد کیلئے ہم انتہائی نیستی سے عالم وجود میں داخل ہوتے ہیں؟ ____________________

____

____

۳۔ ہمیں اپنے دل کے آئینہ کو کس چیز سے پاک کرنا چاہئے؟ ____________________

____

۴۔ وہ چند حالات کیا ہیں جو ملکوتی عطیات کیلئے باعث کشش ہیں؟ ____________________

____

۵۔ کیا ان میں سے کوئی درست ہے ؟

____ پہلے آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہئے پھر آپ دوسروں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔

_____ اگر آپ ہر وقت دوسروں کی مدد کرنے میں لگے رہے تو آپ اپنے اہداف کو نظر انداز کر دیں گے۔

_____ آپ اپنے قریبی دوست ہیں۔

_____ آپ کو کیا چیز خوش کرتی ہے یہ تلاش کرنا سب سے اہم ہے۔

_____ اپنے خوابوں کے پیچھے چلیں یہ آپ کو مسرت کی طرف لے جائیں گی۔

_____ اس وقت تک جب تک آپ کسی کو تنگ نہیں کر رہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

_____ آپ کے خود غرضانہ مقاصد درست ہیں اس وقت تک جب تک آپ کچھ اچھے کام کر رہے ہیں۔

حصہ 2:

ایک یقین جو ہمارے دوہرے مقصد کا مرکز ہے وہ یہ کہ ہمیں معزز تخلیق کیا ہے۔

''اے فرزند روح! میں نے تجھے غنی بنایا ہے، محتاج کیوں ہوتا ہے؟ میں نے تجھے معزز بنایا ہے، ذلیل کیوں ہوتا ہے؟ میں نے تجھے اپنے جوہر علم سے ظاہر کیا، میرے سوا اوروں سے علم کیوں طلب کرتا ہے؟ اپنی محبت کی مٹی سے میں نے تجھے گوندھا ہے، میرے ماسوا سے کیوں دل لگاتا ہے؟ تو اپنی طرف دیکھ تاکہ تو مجھے اپنے اندر قائم، قادر، مقتدر اور قیوم پاسکے۔''

درج ذیل خالی جگہوں کو پر کرنے سے آپ کو اس عبارت پر غور کرنے میں مدد ملے گی۔

اے فرزند روح! میں نے تجھے _____ بنایا ہے، _____ کیوں ہوتا ہے؟ میں نے تجھے _____ بنایا ہے؟ _____ ذلیل کیوں ہوتا ہے؟ میں نے تجھے اپنے _____ سے _____ کیا ہے، _____ سوا اوروں سے کیوں _____ کرتا ہے؟ اپنی _____ کی مٹی سے میں نے تجھے _____ ہے؟ _____ سے کیوں _____؟ تو اپنی طرف _____ تاکہ تو _____ اپنے اندر _____، _____، _____ اور _____ پا سکو۔

اپنی روحوں کی شرافت کی حقیقت کو پانے کے لئے ہمیں اپنے وجود کے منبع کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اس سے آگاہی کی جستجو کرنی چاہئے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے بہت سی عاجزانہ طریقوں میں سے ایک دعا و مناجات ہے۔ حضرت شوقی آفندی، ولی عزیز امر اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ''روحانی صفات اور قوتوں کے حصول کے ذریعہ، انفرادی اور سماجی ترقی ہے۔ یہ انسان کی روح ہے جسے سب سے پہلے غذا دینی ہے اور یہ روحانی غذا سب سے بہتر دُعا و مناجات اور نماز فراہم کرسکتی ہیں۔''

حصہ 3:

اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا، صاحب حکمت ہے۔ اس نے ہمیں تخلیق کیا اور وہ جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے اور ہمارے لئے کیا بہترین ہے۔ اسے ہماری دعاوں کوئی ضرورت نہیں۔ پھر ہم دعا کیوں مانگتے ہیں؟

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''دعا کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ڈر یا جہنم کے خوف سے یا خدا کے فضل اور بہشت کی امید کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا کی محبت کی خاطر دُعا مانگتا ہے۔ جب ایک شخص ایک دوسرے شخص سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنے محبوب کا نام لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر اس شخص کے لئے جو خدا سے پیار کرتا ہے اس کا نام لینے سے باز رہنا کس قدر دشوار ہے۔۔۔ روحانی انسان ذکر الٰہی کے سوا اور کسی چیز میں خوشی نہیں پاتا۔''

اور، ایک سوال کے جواب میں۔ آپ فرماتے ہیں؛

''اگر ایک دوست اپنے دوست سے محبت رکھتا ہے تو کیا یہ فطری بات نہیں کہ وہ اس کے اظہار کا خواہش مند بھی ہو؟ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا دوست اس کی محبت سے واقف ہے تو بھی کیا وہ اس کو یہ بات بتانا نہیں چاہتا؟ سچ ہے کہ خدا سب دلوں کی خواہشات سے واقف ہے؛ مگر دعا مانگنے کی خواہش ایک فطری جذبہ ہے جو انسان کی خدا سے محبت کا نتیجہ ہے۔''

1۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

ا۔ دعا کا____________ درجہ یہ ہے کہ انسان خدا کے_______ یا_______ کے خوف سے یا خدا کے________ اور________ کی امید کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا کی________ کی خاطر_______ مانگتا ہے۔

ب۔ جب ایک________ ایک دوسرے________ سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنے________ کا نام لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر اس شخص کے لئے جو خدا سے_______ کرتا ہے اس کا_______ لینے سے________ کس قدر_______ ہے۔

ج۔ روحانی انسان__________ کے سوا اور کسی چیز میں_________ نہیں پاتا۔

2۔ ہمیں دعا کیوں مانگنی چاہئے؟______________________________

3۔ ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے؟______________________________

4۔ ایک شخص جو کسی دوسرے شخص کو چاہتا ہے اس کی دلی خواہش کیا ہوتی ہے؟____________________

____

5۔ دعا کرنے کی خواہش کہاں سے ابھرتی ہے؟______________________________

حصہ 4:

حضرت بہآء اللہ کے نازل شدہ کلام میں ہم پڑھتے ہیں:

''میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ۔۔۔۔ تو میری نماز کو ایسی آگ بنادے جو اُن پردوں کو جلا ڈالے جو مجھے تیرے جلوۂ جمال کی دید سے روک رہے ہیں اور میری نماز کو ایسا نور بنادے جو مجھے تیرے دریائے وصال کی جانب لے جائے''۔

اسی دعا میں ہم خدا سے التجا کرتے ہیں:

''اے میرے پروردگار! میری نماز کو زندگی کا آب کوثر بنادے تاکہ اس کے ذریعہ میری ہستی تیری دائمی حکومت کے ساتھ ہمیشہ رہے اور تیرے ہر ایک عالم میں میرا وجود تیری یاد کرتا رہے۔''

ا۔ نماز آگ کی مانند کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ کس چیز کو جلاتی ہے؟______________________________

____

۲۔ چند ایسے پردوں کا ذکر کریں جو ہم کو اللہ سے دور کر دیتا ہے؟ ________________

____

۳۔ کیا نماز نور کی طرح ہو سکتی ہے؟ یہ کس جانب ہدایت کرتی ہے؟ ________________

____

۴۔ کیا نماز زندگی کا آبِ کوثر ہو سکتی ہے؟ یہ ہماری روحوں پر کیا عنایتیں کرتی ہے؟ ________________

____

____

حصہ 5:

حضرت عبدالبہاء کے بیان مبارک سے درج ذیل اقتباس کو پڑھیں اور اس پر غور کریں:

''عالم خلق میں دعا سے بڑھ کر میٹھی کوئی چیز نہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ دعا کی حالت میں زندگی گزارے۔ سب سے مبارک حالت دعا و مناجات کی حالت ہے۔ دعا خدا کے ساتھ گفتگو ہے۔ سب سے بڑی کامیابی اور شیریں ترین حالت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ خدا کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ یہ روحانیت، شعور اور روحانی احساسات پیدا کرتی ہے، ملکوت الٰہی کی نئی کشش کا باعث بنتی ہے اور اعلیٰ فراست کی حس بیدار کرتی ہے۔''

۱۔ عالم خلق میں سب سے میٹھی حالت کیا ہے؟ ________________

____

۲۔ ''حالت دعا'' کا مطلب کیا ہے؟ ________________

____

۳۔ چند ایسی کیفیات کا ذکر کریں جو دعا کرنے سے پیدا ہوتی ہیں؟ ________________

____

۴۔ آپ ان چند حصوں میں جو اقتباسات پڑھ چکے ہیں انکا جائزہ لیں، اور دعا کی فطرت کے بارے میں پانچ عبارات لکھیں۔

دعا ________________ ہے۔

دعا ________________ ہے۔

دعا ________________ ہے۔

دعا ________________ ہے۔

دعا ________________ ہے۔

حصہ 6:

مندرجہ ذیل حضرت بہاءاللہ کا فرمان پڑھیں اور اس پر غور کریں:

''اے میرے بندے! جو آیات الٰہی تجھ کو موصول ہوئی ہیں اُن کو خوش الحانی سے پڑھ جیسے خدا کا قرب حاصل کرنے والوں نے پڑھی تھیں۔ تا کہ تیرے نغمہ کی مٹھاس تیری روح کو روشن کر دے اور تمام لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ جو کوئی اپنے کمرے کی تنہائی میں آیات خداوندی کی تلاوت کرے گا، قادر مطلق کے فرشتے اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو تمام دنیا میں بکھیر دیں گے اور ہر نیک انسان کے دل کو متاثر کریں گے۔ خواہ شروع میں وہ اس کے اثرات کو محسوس نہ بھی کرے، تاہم فضل خداوندی کا جس قدر حصہ اس کے لئے مقرر ہے جلد یا بدیر اس کی روح پر اپنا اثر ضرور ظاہر کرے گا۔ اس طرح وحی الٰہی کے رموز اس کے ارادہ سے ظاہر ہوئے ہیں جو تمام طاقت و حکمت کا سرچشمہ ہے۔''

۱۔ لفظ ''خوش الحانی'' سے کیا مراد ہے؟ ____________________

____

۲۔ ہمیں آیات الٰہی کو کس طرح خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے؟ ____________________

____

____

۳۔ ''تلاوت'' کا مطلب کیا ہے؟ ____________________

____

۴۔ ''بکھیرنے'' کا مطلب کیا ہے؟ ____________________

____

۵۔ ہمارے نغمہ کی مٹھاس ہماری روح پر کیا اثر ڈالے گی؟ ____________________

____

۶۔ ہمارے نغمہ کی مٹھاس دوسروں کے دلوں پر کیا اثر ڈالتی ہے؟ ____________________

____

حصہ 7:

آپ حضرت بہاءاللہ پر نازل شدہ ایک نماز میں سے مندرجہ ذیل دو اقتباسات کو حفظ کرنا چاہیں گے:

''اے میرے خدا، اے میرے خدا! تو میری خواہشوں اور میرے کاموں کو نہ دیکھ، بلکہ اپنے اس ارادہ پر نظر فرما جو تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اے تمام قوموں کے مالک! تیرے اسم اعظم کی قسم، میں وہی چاہتا ہوں جو تو چاہتا ہے اور وہی پسند کرتا ہوں جو تجھے پسند ہے۔''

''تو پاک ہے! تو اس سے بالاتر ہے کہ مقرب لوگوں کے اذکار تیرے آسمانِ قرب پر چڑھ سکیں یا قلوب مخلصین کے پرندے تیرے دروازہ کی دہلیز تک پہنچ سکیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو صفات سے مقدس اور اسماء سے منزہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو سب سے زیادہ برتر اور سب سے زیادہ روشن ہے۔''

حصہ 8:

حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:

''بندے کے لئے مناسب ہے کہ وہ خدا سے مدد طلب کرے اور اس کی امداد کے لئے التجا اور دُعا کرے۔ خدمت اور عبادت کے مقام کو یہی زیب دیتا ہے اور مالک جو پسند فرمائے گا اسی کا حکم اپنی کامل حکمت کے مطابق صادر فرمائے گا۔''

اور آپ وضاحت فرماتے ہیں:

''روح کا اثر ہوتا ہے، دعا روحانی اثر رکھتی ہے۔ پس ہم دعا کرتے ہیں 'اے خدا! اس بیمار کو شفا بخش!' شاید خدا جواب دے۔ کیا اس سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ دعا کون مانگ رہا ہے؟ خدا اپنے ہر بندے کی دعا کا جواب دے گا اگر وہ دعا بہت فوری نوعیت کی ہو۔ اس کی رحمت وسیع ہے، بے پایاں ہے۔ وہ اپنے سب بندوں کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔ وہ اس پودے کی دعا بھی سنتا ہے۔ یہ پودہ بنیادی طور پر دعا کرتا ہے، 'اے خدا! میرے لئے بارش برسا!' خدا اس کی دعا سنتا ہے، اور پودہ بڑا ہوتا ہے۔ خدا ہر ایک کی دعا پوری کرے گا۔''

یہ قدرتی بات ہے کہ ہم اپنی دعاوں میں خدا سے اپنی ضروریات پوری کرنے کا کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنی صحت اور اپنے پیاروں کی صحت کیلئے دعا کرتے ہیں، اور ہم اپنے اہل خانہ کی روحانی اور مادی ترقی کے لئے دعا گو ہوتے ہیں اور ہم ہدایت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ ہم طاقت، ایمان اور خدمت کی راہ میں تائیدات کیلئے دعا کرتے ہیں۔ خدا سے دعا کرتے وقت یقیناً ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی میں ہمارا مقصد اپنی مرضی کو اسکی رضا کے مطابق کرنا ہے۔ لہذا ہمیں لازم ہے کہ ہم اسکی مرضی کے پورا ہونے کی دعا کریں اور اسکے لئے سر تسلیم خم کرنے کیلئے تیار رہیں۔ اگر آپ درج ذیل حضرت عبدالبہاء کے بیان کو ذہن نشین کرتے ہیں تو وہ خوشی اور یقین دھانی کے منبع کا کام کریں گے۔

''اے خدا کی جانب متوجہ ہونے والے! تمام ماسوا سو آنکھیں بند کر لے اور ملکوتِ ابھیٰ کی جانب آنکھیں لگا۔ جو چاہتا ہے اس سے چاہ، جو مانگنا ہے اس سے مانگ۔ وہ اپنی ایک نگاہ سے لاکھوں حاجتیں پوری کر دیتا ہے اور اپنی ایک ادنیٰ ترین التفات سے لاکھوں لاعلاج بیمارو کو شفا عطا فرماتا ہے۔ اس کی مہربانی کی ایک نگاہ ہی زخم کے لئے مرہم بن جاتی ہے اور دلوں کو قیودِ غم سے رہائی عطا فرماتی ہے۔ جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے، ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وہ فاعلِ مختار اور حاکمِ مطلق ہے۔ پس سرِ تسلیم خم کر اور ربِ رحیم پر بھروسہ بہتر ہے۔''

حصہ 9:

اب تک ہم نے جتنا بھی مطالعہ کیا اس سے یہ بات واضح ہے کہ دعا میں خدا کی طرف رجوع کرنا روحانی زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔ صبح جاگتے کے ساتھ ہی اور رات کو سونے سے پہلے خدا سے دعا کرنا کتنا پیارا ہے۔ ہم دعا و مناجات میں کتنا وقت لگاتے ہیں، کتنی دعائیں پڑھتے ہیں اور کتنی بار پڑھتے ہیں ان سب کا انحصار ہماری ضرورت اور روحانی پیاس پر ہے۔ ہر موقع پر ہم جو دعائیں تلاوت کرتے ہیں ان کا انتخاب ہم حضرت باب، حضرت بہاء اللہ یا حضرت عبدالبہاء کی عطا کردہ دعاوں سے کر سکتے ہیں۔ تاہم حضرت بہاء اللہ نے جو تین فرض نمازیں نازل فرمائیں ہیں۔ حضرت شوقی آفندی فرماتے ہیں:

''روزانہ فرض نمازیں تعداد میں تین ہیں۔ سب سے مختصر صرف ایک آیت پر مبنی ہے اور اسے چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک مرتبہ دوپہر کے وقت ادا کرنا ہوتا ہے۔ درمیانی نماز جو ان کلمات سے شروع ہوتی ہے: ''خدا اس کا گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں''۔ اس کی ادائیگی کے دوران کچھ جسمانی اعمال اور حرکات کرنا ہوتی ہیں۔ طویل نماز جو تینوں میں سے زیادہ مفصل ہے اسے چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک دفعہ ادا کرنا ہوتا ہے اس وقت جب دل اس کی ادائیگی پر مائل ہو۔''

''مومن کو پوری آزادی حاصل ہے کہ وہ ان تینوں میں سے کوئی ایک منتخب کر لے تاہم اس پر فرض ہے کہ وہ ان تینوں میں سے کوئی ایک ضرور ادا کرے۔ ان مخصوص ہدایات پر عمل کرے جو اس کے ساتھ منسلک ہیں۔''

اور آپ مزید فرماتے ہیں:

’’ان نمازوں اور چند اور خصوصی دعاوں مثلاً لوح احمد، دعائے شفا وغیرہ کو حضرت بہاﷲ نے خصوصی قوت اور اہمیت بخشی ہے۔اس لئے مومنین پر لازم ہے کہ وہ غیر متزلزل یقین اور ایمان کے ساتھ ان کی تلاوت کریں تا کہ ان کے وسیلے وہ خدا کے ساتھ بہت قریبی راز و نیاز کر سکیں اور اس کے قوانین اور اصولوں کے ساتھ اپنی شناخت قائم کر سکیں۔‘‘

حضرت بہاﷲ کی نازل کردہ تین فرض نمازیں انفرادی طور پر ادا کی جاتی ہیں۔امر بہائی میں باجماعت نماز جو کسی مجمع میں ایک خاص رسم کے تحت فرض نماز ادا کی جاتی ہے موجود نہیں۔نماز جنازہ ہی صرف ایک باجماعت نماز ہے جس کا حکم بہائی قانون میں ہے۔میت کی نماز وہاں موجود لوگوں میں سے کوئی ایک تلاوت کرتا ہے اور جماعت کے باقی لوگ خاموش رہتے ہیں۔

۱۔ فرض سے کیا مراد ہے؟______________________________

____

۲۔ حضرت بہاﷲ نے کتنی فرض نمازیں نازل فرمائیں؟__________________________

____

۳۔ کیا ہمیں تینوں نمازیں ہر روز پڑھنی ہونگی؟__________________________

۴۔ اگر ہم بڑی نماز ادا کرنا چاہیں تو دن میں کتنی بار پڑھیں؟________________________

۵۔ اگر ہم درمیانی نماز ادا کرنا چاہیں تو دن میں کتنی بار پڑھنی ہوگی؟______________________

۶۔ اگر ہم چھوٹی نماز ادا کرنا چاہیں تو دن میں کتنی بار پڑھنی ہوگی؟______________________

۷۔ بعض ایسی دعاوٴں کے نام بتائیں جو خصوصی تاثیر رکھتی ہیں؟_______________________

____

۸۔ چھوٹی نماز حفظ کریں اگر آپ نے اب تک نہیں کی ہو:

’’اے میرے پروردگار! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں تجھے پہچانوں اور تیری پرستش کروں۔میں اس وقت اپنے عجز اور تیری قوت اپنے فقر اور تیری غنا اور اپنے ضعف اور تیرے اقتدار کا اقرار کرتا ہوں۔بے شک تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔تو ہی ہے محافظ اور مہیمن اے خدا۔‘‘

۱۔ ہم اس نماز میں کس بات کی شہادت دیتے ہیں؟________________________

____

____

____

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان نعمتوں کے علاوہ جو ہمیں فرض نمازوں کے قانون کی تعمیل کرتے ہوئے حاصل ہوتیں ہیں اور روحانی خوراک جو انفرادی طور پر دوسری دعائیں پڑھنے حاصل ہوتی ہیں، جب ہم بڑے یا چھوٹے اجتماع میں پڑھی جانے والی دعائیں سنتے ہیں تو ہماری روحیں تقویت حاصل کرتی ہیں۔ حضرت بہاءاللہ ہمیں بتاتے ہیں ؛

''تم سب انتہائی مسرت اور رفاقت کے ساتھ اکٹھے مل کر بیٹھو اور مالک رحمن کی نازل کردہ آیات کی تلاوت کرو۔ ایسا کرنے سے سچے علم کے دروازے تمہاری باطنی ہستی پر کھل جائیں گے اور تب تم محسوس کروگے کہ تمہارے نفوس اور روحوں کو استقامت عطا ہوگئی ہے اور تمہارے دل روشن خوشی سے بھر گئے ہیں۔''

ہم سب کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ دنیا بھر میں دعائیہ جلسات، جس میں دوست اور پڑوسی ایک ساتھ مل کر خدا کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ بیت العدل اعظم الٰہی لکھتے ہیں:

''دُعاومناجات کے جلسات ایسے مواقع ہوتے ہیں جن میں کوئی شخص بھی شامل ہوسکتا ہے، ملکوتی خوشبوؤں کو سونگھ سکتا ہے، دُعاومناجات کی مٹھاس کا مزا لے سکتا ہے، مقدس خالق کلمات پر غوروفکر کرسکتا ہے، روح کے پروں پر پرواز کرسکتا ہے اور یکتا محبوب کے ساتھ رازونیاز کرسکتا ہے۔ ان سے رفاقت اور مشترکہ مقصد کے احساسات پیدا ہوتے ہیں بالخصوص روحانی طور پر بلندوبالا گفتگوئیں جو ان اوقات میں فطری طور پر شروع ہوجاتی ہیں اور ان کے ذریعے ''انسانی دل کا شہر'' کھولا جاسکتا ہے۔''

جب ہم دعا کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو دنیاوی خیالات سے ذہن کو پاک رکھنے کے لئے چند لمحے کی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ پڑھنے کے دوران اپنی سوچوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف مرکوز رکھتے ہیں۔ دعا تلاوت کرنے کے بعد کے بعد ہم کچھ دیر خاموش رہتے ہیں اور فوراً کسی اور کام کرنے میں نہیں لگ جاتے۔ یہی کام ہم تب بھی کرتے ہیں جب کسی اجتماع میں دوسروں کی جانب سے پڑھی جانے والی دعائیں کو بھی ہم سنتے ہیں۔ ایسے موقوں پر ہم دعائیہ رویہ برقرار رکھتے ہیں اور الفاظ کو پوری توجہ سے سنتے ہیں گویا کہ ہم خود ہی ان کی تلاوت کررہے ہیں۔

۱۔ آیات الٰہی کی تلاوت کے لئے ہمیں کس جذبہ کے ساتھ جمع ہونا چاہئے؟ ______________________

____

۲۔ آیات الٰہی کی تلاوت کے لئے ہمارا ایک ساتھ جمع ہونے سے کیا اثر ہوگا؟ ______________________

____

____

____

۳۔ عقیدت کے اجتماعات ایسے مواقع ہوتے ہیں جہاں کوئی نفس:

--- ______________________

--- ______________________

--- ______________________

--- ______________________ اور

--- ________________ کر سکتا ہے

۴۔ دعائیہ جلسات سے کیا احساسات پیدا ہوتے ہیں؟ ________________

____

۵۔ دعائیہ جلسات میں فطری انداز میں واقعہ ہونے والی روحانیت سے بھرپور گفتگو کا کیا اثر ہوتا ہے؟ ________________

____

۶۔ ہم تنہا ہوں یا اجتماع میں دعا پڑھتے وقت با احترام رویے کے بارے میں چند الفاظ بیان کریں۔

____

____

____

____

____

حصہ :11

اس کتاب کے پہلے یونٹ نے روزانہ تعلیمات سے عبارات کے پڑھنے اور انکے معنی کو جانچنے کی عادت پر مرکوز کیا۔ یہاں آپ نے دعا کی اہمیت پر غور کیا اور نتیجے میں روزانہ دعائیں پڑھنے کی عادت کو تقویت دی۔ پچھلے حصہ نے آپ کی توجہ جامعاتی عبادت پر لائی۔ اب تک کے مطالعہ نے آپ کو تیار کر دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو خدمت کی راہ میں پہلے قدم کے طور پر ایک دعائیہ جلسہ کی میزبانی کر سکتے ہیں۔

ابتدائی قدم کے طور پر آپ کئی دعائیں حفظ کرنا اور انہیں اپنے چند دوستوں کے ساتھ حصہ دار بنانا چاہیں گے۔ ساتھ ہی آپ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اپنے جامعہ میں کم از کم ایک دعائیہ جلسہ میں شرکت کریں گے اور اسکے پُرجوش مددگاروں میں شمار ہونگے۔ پھر، بالآخر آپ خود ہی اپنے دوستوں کو، اپنے گھر کے افراد کو اور پڑوسیوں کو باقاعدگی سے دعاؤں اور رفاقت کیلئے دعائیہ جلسے کی میزبانی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس طرح کے اجتماع عام طور پر دو یا تین شرکا کے ساتھ اس سلسلہ کی شروعات ہوتی ہے۔

جیسا کہ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک دعائیہ جلسہ کے انعقاد کے لئے کوئی طے شدہ فارمولا نہیں ہے۔ مگر یہ واضح ہے کہ ایک دوستوں کا اجتماع ہے جہاں دعائیں ادا کی جاتی اور تعلیمات سے عبارات پڑھے جاتے ہیں اور ایک نمایاں روحانی ماحول میں ایک حوصلہ افزا گفتگو وقوع پزیر ہوتی ہے۔ ایک عقیدت کے اجتماع کی میزبانی کے سیاق وسباق میں کیا آپ درج ذیل نظریات کے بارے میں چند الفاظ کہہ سکتے ہیں؟

گرم جوشی اور پر محبت دعوت کا پھیلانا ________________

____

خیر مقدم ماحول کا پیدا کرنا ________________

____

پرُ احترام ماحول کا قائم رکھنا______________________________

____

پرُ محبت رفاقت کا بڑھانا______________________________

____

روحانی تقویت دینے والی گفتگو کی حوصلہ افزائی کرنا______________________________

____

REFERENCES

1. *Gleanings from the Writings of Bahá'u'lláh* (Wilmette: Bahá'í Publishing Trust, 1983, 2017 printing), XLIII, par. 4, p. 105.

2. Bahá'u'lláh, in *Trustworthiness: A Compilation of Extracts from the Bahá'í Writings*, compiled by the Research Department of the Universal House of Justice (London: Bahá'í Publishing Trust, 1987), no. 21, p. 5.

3. *The Call of the Divine Beloved: Selected Mystical Works of Bahá'u'lláh* (Haifa: Bahá'í World Centre, 2018), no. 2.43, p. 31.

4. From a talk given on 5 May 1912, published in *The Promulgation of Universal Peace: Talks Delivered by 'Abdu'l-Bahá during His Visit to the United States and Canada in 1912* (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2012), p. 127.

5. Bahá'u'lláh, *The Hidden Words* (Wilmette: Bahá'í Publishing Trust, 2003, 2012 printing), Arabic no. 13, pp. 6–7.

6. From a letter dated 8 December 1935 written on behalf of Shoghi Effendi, published in *Prayer and Devotional Life: A Compilation of Extracts from the Writings of Bahá'u'lláh, the Báb, and 'Abdu'l-Bahá and the Letters of Shoghi Effendi and the Universal House of Justice*, compiled by the Research Department of the Universal House of Justice (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2019), no. 71, p. 31.

7. Words of 'Abdu'l-Bahá, cited by J. E. Esslemont, *Bahá'u'lláh and the New Era: An Introduction to the Bahá'í Faith* (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2006, 2017 printing), p. 106.

8. Ibid.

9. Bahá'u'lláh, in *Bahá'í Prayers: A Selection of Prayers Revealed by Bahá'u'lláh, the Báb, and 'Abdu'l-Bahá* (Wilmette: Bahá'í Publishing Trust, 2002, 2017 printing), pp. 7–8.

10. Ibid., p. 9.

11. Words of 'Abdu'l-Bahá, cited in *Star of the West*, vol. 8, no. 4 (17 May 1917), p. 41.

12. *Gleanings from the Writings of Bahá'u'lláh*, CXXXVI, par. 2, p. 334; also in *Bahá'í Prayers*, p. iii.

13. Bahá'u'lláh, in *Bahá'í Prayers*, pp. 8–9.

14. Ibid., p. 12.

15. 'Abdu'l-Bahá, in *Prayer and Devotional Life*, no. 24, p. 7.

16. From a talk given by 'Abdu'l-Bahá on 5 August 1912, published in *The Promulgation of Universal Peace*, p. 345.

17. *Selections from the Writings of ‘Abdu’l-Bahá* (Wilmette: Bahá’í Publishing, 2010, 2015 printing), no. 22.1, pp. 75–76.

18. From a letter dated 10 January 1936 written on behalf of Shoghi Effendi, published in *Prayer and Devotional Life*, no. 61, p. 25.

19. From a letter dated 10 January 1936 written on behalf of Shoghi Effendi, quoted in *Bahá’í Prayers*, p. 301.

20. Bahá’u’lláh, in *Bahá’í Prayers*, p. 4.

21. Bahá’u’lláh, in *Prayer and Devotional Life*, no. 68, p. 29.

22. From a message dated 29 December 2015, published in *Framework for Action: Selected Messages of the Universal House of Justice and Supplementary Material, 2006–2016* (West Palm Beach: Palabra Publications, 2017), no. 35.49, p. 232.

زندگی اور موت

مقصد:

یہ سمجھنا کہ زندگی اس دنیا کے تغیرات اور اتفاقات کا نام نہیں اور اس کی اصل اہمیت تو روح کی ترقی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حصہ 1:

انسانی روح مادّہ اور جسمانی دنیا سے بہت بلند و برتر ہے۔ اپنے ایک خطاب میں حضرت عبدالبہاء واضح فرماتے ہیں ؛

یہ تمام مادی اجسام (ایٹوں) سے مرکب ہیں جب یہ ایٹم ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا شروع ہوتے ہیں تو تحلیل ہوجاتا ہے اور وہ منزل آجاتی ہے جس کو ہم موت کہتے ہیں۔

لیکن روح کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ روح عناصر (ایٹوں) سے مرکب بالکل نہیں ہے۔ وہ تو بس ایک اکیلا اور نا قابل تقسیم وجود ہے؛ اور اسی لیے دائمی ہے۔ وہ مخلوقات جسمانی کے نظام سے بالکل آزاد ہے۔ اور اس وجہ سے وہ لا فانی ہے۔

1 ۔ لفظ مرکب سے کیا مراد ہے؟ ____________________

2 ۔ کیا انسانی روح مختلف عناصر کا مرکب ہے جیسے مادی اجسام؟ ____________________

3 ۔ کیا انسانی روح مادی ہستی ہے؟ ____________________

حصہ 2:

حضرت ولی عزیز امر اللہ کی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں بیان ہے: ''انسان کی روح استقرارِ حمل کے وقت وجود میں آتی ہے۔'' استقرارِ حمل کے معنی سے متعلق سوال کے جواب میں بیت العدل اعظم الٰہی لکھتے ہیں:

''بہائی تحریروں میں کہیں بھی یہ وضاحت نہیں ملتی جو متعین طور پر ''استقرارِ حمل'' کے حیاتیاتی لمحے یا اس وقوعہ کی نوعیت کو بیان کر سکے۔ طبّی نقطہ نظر سے بھی اس اصطلاح کا استعمال غیر متعین معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً استقرارِ حمل کی ایک سمجھ یہ ہے کہ یہ بار آوری (تخم کے بیضے سے ملاپ) سے ہم زمانیت رکھتا ہے۔ ایک اور یہ کہ یہ بار آوری اور تنصیب کے بعد ہوتا ہے جب حمل کا با قاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ جاننا ممکن نہیں کہ روح کا مادی جسم کے ساتھ تعلق کس وقت جڑتا ہے، اور ایسے سوالات انسانی سوچ اور تفتیش کے لئے نا قابلِ تحلیل ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق عالمِ روحانی اور خود روح کی فطرت کے اسرار سے ہے۔''

1 ۔ انسانی روح کب وجود میں آتی ہے؟ ____________________

2 ۔ کیا اصطلاح استقرارِ حمل کی حیاتیاتی لمحے کی عین وضاحت کرتی ہے؟ ____________________

حصہ 3:

روح اور جسم کا تعلق کوئی مادی تعلق نہیں ہوتا، روح نہ تو جسم میں داخل ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے خارج اور نہ یہ کوئی جسمانی جگہ گھیرتی ہے۔ اس کا تعلق بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا روشنی کا اُس آئینہ کے ساتھ جو اسے منعکس کرتا ہے۔ آئینہ میں جو روشنی نظر آتی ہے وہ اس کے اندر سے نہیں پھوٹتی، روح بھی جسم کے اندر نہیں ہوتی ۔ حضرت عبدالبہاء بتاتے ہیں ؛

''نفس ناطقہ یعنی روح انسانی اس جسم کے اندر نہیں رہتی یعنی اس جسم میں داخل نہیں ہے کیونکہ حلول و دخول اجسام کی خاصیتیں ہیں اور نفس ناطقہ ان سے مقدس ہے۔ وہ شروع سے ہی اس جسم میں داخل نہیں ہوتی ہے کہ خروج کے بعد کسی محل کی محتاج ہو۔ نہیں بلکہ روح کا جسم سے تعلق ایسا ہی ہے جیسا اس چراغ کا آئینہ سے۔ جب تک آئینہ صاف اور کامل ہے چراغ کی روشنی اس میں ظاہر ہے۔ جب آئینہ غبار آلود ہو جاتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے تو نور بھی پوشیدہ رہتا ہے۔''

1 ۔ خالی جگہ پُر کریں ؛

ا۔ نفس ناطقہ یعنی ____________ اس جسم کے اندر نہیں رہتی یعنی اس جسم میں ________ نہیں ہے۔

ب۔ یعنی روح انسانی اس جسم کے اندر نہیں رہتی یعنی اس جسم میں داخل نہیں ہے کیونکہ حلول و دخول __________ ہیں اور نفس ناطقہ ان سے مقدس ہے۔

ج۔ روح ________ میں کبھی ________ نہیں ہوتی ہے کہ خروج کے بعد ________ کی محتاج ہو۔

د۔ روح کا جسم سے تعلق ایسا ہی ہے جیسا اس ____________ سے۔

ہ۔ جب تک آئینہ صاف اور کامل ہے ____________ اس میں ظاہر ہے۔

و۔ جب آئینہ غبار آلود ہوجاتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے تو ________________ ہے۔

2۔ ہم نے ابھی تک جو کچھ مطالعہ کیا اس کی بنیاد پر فیصلہ کریں کہ درج ذیل درست ہیں۔

_____ روح مادی دنیا سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔

_____ روح جسم کے اندر ہوتی ہے۔

_____ جسم روح کی مالک ہوتی ہے۔

_____ روح لافانی ہے۔

_____ فرد اپنا آغاز اس وقت کرتا یا کرتی ہے جب روح جنین کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرتی ہے۔

_____ حقیقی زندگی کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب آدمی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔

_____ مادی وجود موت کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔

_____ زندگی ان واقعات کے مجموعے کا نام ہے جو ہمارے ساتھ ہر روز پیش آتے رہتے ہیں۔

3۔ روح اور جسم کے درمیان جو رشتہ ہے اسے روشنی اور اسے منعکس کرنے والے آئینہ کی مثال استعمال کرتے ہوئے بیان کریں ____________________

____

____

____

حصہ 4:

روح اور جسم کے درمیان ایک بہت ہی خصوصی تعلق ہے جو آپس میں ملکر انسانی وجود کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ تعلق صرف اس فانی زندگی تک ہی قائم رہتا ہے۔ جب یہ تعلق ختم ہوجاتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اپنی اصلیت کی جانب لوٹ جاتی ہے، جسم عالم خاکی کی طرف اور روح خدا کے عوالم روحانی کی طرف، جہاں یہ اپنی پیش رفت جاری رکھتی ہے۔

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں؛

انسانی روح کی ابتداء ہے لیکن کوئی انتہا نہیں: وہ دائمی ہے۔

اپنے ایک خطاب میں آپ وضاحت فرماتے ہیں؛

روح کو جسم کی ضرورت نہیں لیکن جسم روح کا محتاج ہے اور بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا نفس بغیر جسم کے زندہ رہ سکتا ہے لیکن جسم بغیر نفس کے مرجاتا ہے۔

اور حضرت ولی عزیز تشریح فرماتے ہیں؛

انسانی روح کے حوالے سے: بہائی تعلیمات کے مطابق انسانی روح جنین انسانی کے تشکیل کے وقت شروع ہوتی ہے، اور جسم سے جدا ہونے کے بعد وہ ترقی کرتی رہتی ہے اور وجود کے لامتناہی مراحل سے گزرتی ہے۔ اس کی ترقی لامحدود ہے۔

1 ۔ درج بالا اقتباسات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

ا۔ کیا جسم کو روح کی ضرورت ہوتی ہے؟ ____________________

ب۔ کیا روح کو جسم کی ضرورت ہوتی ہے؟ ____________________

ج۔ جب ہم مرجاتے ہیں تو جسم اور روح کے درمیان رشتہ پر کیا اثر ہوتا ہے؟ ____________________

د۔ موت کے بعد روح کا کیا ہوتا ہے؟ ____________________

____

ہ۔ روح کب تک ترقی کرتی رہتی ہے؟ ____________________

و۔ زندگی کب ختم ہوتی ہے؟ ____________________

2 ۔ درج ذیل میں سے فیصلہ کریں کہ ان حصوں میں ہم نے جو کچھ پڑھا ہے کونسے مطابقت رکھتے ہیں؛

____ موت ایک سزا ہے۔

____ روح اور جسم کے درمیان تعلق صرف اس فانی زندگی کے پورے عرصے کے دوران قائم رہتا ہے۔

____ جسم ابدی ترقی حاصل کرنے کا اہل ہوتا ہے۔

____ روح ابد تک ترقی کرتی رہے گی۔

____ موت زندگی کی انتہا ہے۔

____ مرنے کے بعد ہمارا جسم پھر سے جی اٹھے گا وہ دن فیصلہ کا ہوگا۔

____ مرنے پر ہماری روح پہلے کی بنسبت زیادہ آزاد ہوگی۔

____ زندگی موت پر ختم ہوجاتی ہے۔

_____ ہمیں موت سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

_____ کھانا، کپڑے، آرام اور تفریح روح کے لئے ضروری ہیں۔

_____ روح تھک جاتی ہے جب جسم اسکی توانائی کو استعمال کرتا ہے۔

_____ روح جسم کی بیماری یا کمزوری سے متاثر نہیں ہوتی۔

_____ مرنے کے بعد بھی انسانی وجود کو طبعی (جسمانی) حاجات رہیں گی۔

حصہ 5:

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ روح جگہ نہیں گھیرتی اور نہ ہی فطرت کے قوانین کے مطابق چلتی ہے جسطرح کہ مادی موجودات۔ روح دنیا میں جسم کے وسیلے کے ذریعے اپنے اثر کا اظہار کرتی ہے، مگر اپنی قوت کو استعمال میں لانے کا صرف یہی ایک ذریعہ نہیں ہے۔ حضرت بہاء اللہ اعلان فرماتے ہیں؛

یقیناً میں کہتا ہوں کہ روح انسانی دخول وخروج سے ماوراء ہے۔ وہ ساکت ہوتی ہے لیکن پرواز کرتی ہے، وہ حرکت کرتی ہے لیکن ساکت ہوتی ہے۔

اور حضرت عبدالبہاء ہمیں بتاتے ہیں؛

جان لو کہ روح انسانی کا اثر اور ادراک دو طرح کا ہے یعنی دو طرح کے عمل کرتی ہے، ایک جسمانی اوزار و آلات کے ذریعے مثلاً آنکھوں سے دیکھتی ہے، کانوں سے سنتی ہے، زبان سے بولتی ہے۔ یہ روح انسان کے اعمال اور حقیقت انسان کے کام ہیں لیکن یہ سب جسمانی آلات واوزار سے کرتی ہے۔ اس طرح یہ روح ہے جو دیکھتی ہے لیکن آنکھ کے ذریعے، یہ روح ہے جو سنتی ہے لیکن کانوں کے ذریعے، یہ روح ہے جو بولتی ہے لیکن زبان کے ذریعے۔

روح کے اثر اور عمل کا دوسرا طریقہ جسم کے ان آلات واعضا کے بغیر ہے۔

1۔ جگہیں پُر کریں۔

ا۔ روح انسانی _____ و _____ سے متعال ہے۔

ب۔ وہ _____ ہوتی ہے لیکن _____ کرتی ہے۔

ج۔ وہ _____ ہوتی ہے لیکن _____ کرتی ہے

2۔ ان دو طریقوں کو بیان کریں جن کے ذریعے روح محسوس کرتی اور اثر ڈالتی ہے؟ _____________________

____

____

3۔ کیا آپ، جسمانی آلہ (وسیلے) کے بغیر روح کے اثر اور عمل کی مثالیں دے سکتے ہیں؟ _____________________

____

____

____

حصہ 6:

پچھلے حصوں کی گفتگو کی روشنی میں، اب، حضرت بہآءاللہ کے کلام سے درج ذیل عبارت پڑھیں :

تو جان لے کہ انسان کی روح، جسم اور ذہن کی تمام تر کمزوریوں سے، بہت بلند اور آزاد ہے اور یہ کہ ایک بیمار شخص میں کمزوری کے جو آثار نظر آتے ہیں ان روکاوٹوں کی وجہ سے ہیں جو اس کی روح اور جسم کے درمیان حائل ہوجاتی ہیں۔ لیکن روح بذات خود کسی بھی جسمانی بیماری سے متاثر نہیں ہوتی۔ مثلاً لیمپ کی روشنی پر غور کرو۔ اگرچہ کوئی بیرونی چیز اس کی روشنی کے سامنے روکاوٹ بن سکتی ہے لیکن یہ روشنی بذات خود بغیر کسی قوت کی کمی کے برابر چمکتی رہتی ہے۔ بالکل اسی طرح کوئی بھی بیماری جو انسانی جسم کو لاحق ہوتی ہے ایک روکاوٹ ہوتی ہے جو روح کو اپنی حقیقی قوت وطاقت کو ظاہر کرنے سے روکتی ہے۔ تاہم جب روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے تو یہ اتنی رفعت ظاہر کرتی ہے اور ایسا اثر دکھاتی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی برابری نہیں کرسکتی۔ ہر پاکیزہ، ہر لطیف اور ہر مقدس روح کو بہت زبردست قوت عطا ہوتی ہے اور وہ حد سے زیادہ خوش ومسرور ہوتی ہے۔

1۔ اپنے الفاظ بیان کریں کہ کس طرح روح جسم یا دماغ کی کمزاریوں سے متاثر نہیں ہوتی ______________________

____

2۔ کیا ہم اپنی جسمانی موت کے بعد بھی اپنی انفرادیت کو قائم رکھیں گے؟ ______________________

حصہ 7:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

"اور اب آدمی کی روح اور موت کے بعد اس کی حیات کے متعلق تمہارے سوال کے بارے میں یہ خوب جان لو کہ روح بدن سے جدا ہونے کے بعد ترقی کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ یہ ایک ایسی حالت ووضع میں خدا کے حضور پہنچ جاتی ہے کہ نہ تو زمانوں اور صدیوں کے اتار چڑھاؤ اور نہ ہی اس دنیا کی تبدیلیاں واتفاقات اسے بدل سکتے ہیں۔ یہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا کی بادشاہت، سلطنت، قبضہ واقتدار قائم رہے گا۔ یہ خدا کی آیات اور اس کی صفات کو ظاہر کرے گی اور اس کی محبت وعنایت کی مظہر ہوگی۔"

1۔ مرنے کے بعد روح کتنے عرصے تک ترقی کرتی رہے گی؟ ______________

2۔ روح کس حالت میں خدا کی بارگاہ کی طرف اپنا ازلی سفر جاری رکھے گی؟ ______________

3۔ اس حالت میں روح کن صفات اور نشانیوں کا مظہر ہوگی؟ ______________________

4۔ اب تک جو کچھ مطالعہ کیا اس کی بنیاد پر فیصلہ کریں کہ درج ذیل درست ہیں؛

____ خدا کی بادشاہت ہمیشہ قائم رہے گی۔

____ روح میں یہ استعداد موجود ہے کہ وہ خدائی صفات مثلاً محبت وعنایت ظاہر کرے۔

____ دعائیں جو ہم مرحومین کے لئے پڑھتے ہیں وہ انکی روح پر کوئی اثر نہیں ڈالتیں۔

____ روح موجود رہنے سے کبھی نہیں رکتی۔

حصہ 8:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''تو یہ جان لے کہ ہر سننے والے کان کو، اگر اسے پاک وصاف رکھا گیا ہوتو، ہر سمت سے ہر وقت وہ آواز سنائی دینی چاہئے جو یہ مقدس کلمات بیان کرتے ہیں: 'بیشک ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں' آدمی کی جسمانی موت اور اسکی واپسی کا راز بیان نہیں کیا گیا اور نہ کسی نے اسکے بارے میں پڑھا ہے۔ خدا کی حقانیت کی قسم! اگر انہیں ظاہر کر دیا جاتا تو یہ اس قدر خوف اور صدمہ کا باعث بنتے کہ بعض لوگ نابود ہو جاتے جبکہ دوسرے اس قدر خوشی و مسرت سے بھر جاتے کہ موت کی خواہش کرتے اور خدائے واحد و برحق سے بیتابی کیساتھ التجا کرتے کہ وہ ان کا خاتمہ جلد کردے۔ موت ہر مطمئن مومن کو وہ ساغر عطا کرتی ہے جو فی الحقیقت ساغر حیات ہے۔ یہ مسرت عطا کرتی ہے اور اپنے ساتھ خوشی لاتی ہے۔ یہ ابدی زندگی کا عطیہ بخشتی ہے۔''

''جہاں تک ان لوگوں کا تعلق جنھوں نے آدمی کے زمینی وجود کا پھل چکھا ہے، جو خدائے واحد و برحق کی شناخت ہے، اس دنیا کے بعد ان کی زندگی ایسی ہوگی جسے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ اس کا علم صرف خدا ہی کو ہے جو سب عوالم کا مالک ہے۔''

''اے فرزند عظمت! موت کو میں نے تیرے لئے خوشخبری قرار دیا ہے، تو اس سے رنجیدہ کیوں ہوتا ہے؟ اور نور کو میں نے اس لئے بنایا ہے کہ وہ تجھے روشنی دے، پھر تو اس سے کیوں چھپتا ہے۔''

1۔ درج ذیل بیانات میں سے کونسے درست ہیں:

____ انسان کی روح خدا کی طرف سے آتی ہے اور اسی کی طرف لوٹ جائے گی۔

____ موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں سب باتیں خدا کے علم میں ہیں۔

____ پُر اعتماد مومن کے لئے موت زندگی ہے۔

____ موت خوشی کی حامل ہے۔

____ موت کے سب راز سب لوگوں کو معلوم ہیں۔

____ موت سے خوفزدہ ہوئے بغیر ہمیں زندگی کی نعمتوں کا ذخیرہ کرنا چاہئے، اس لئے کہ یہ خوشی کا پیامبر ہے۔

____ موت کے بعد زندگی کے بارے میں جاننا ہمارے لئے ضروری ہے۔

2۔ اب، جو کچھ ہم نے ان حصوں میں پڑھا اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے زندگی، موت، جسم اور روح کے بارے میں ایک مختصر پیراگراف لکھیں؛---

____

____

____

____

____

حصہ 9:

حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:

''اپنی زندگی کے آغاز میں انسان عالم رحم میں تھا۔ وہاں اس نے انسانی وجود کی حقیقت کے لئے ضروری صلاحیت اور خصوصیت حاصل کی۔ اس دنیا میں اسے جن قوتوں کی ضرورت تھی وہ اسے ماں کی کوکھ میں عطا کی گئیں۔ اس دنیا میں اسے آنکھوں کی ضرورت تھی؛ اسے وہاں بنیادی طور پر آنکھیں ملیں۔ اسے کانوں کی ضرورت تھی؛ اسے وہاں کان ملے تا کہ وہ اپنے نئے وجود کے لئے آمادہ اور تیار ہو سکے۔ اسے اس دنیا میں جن قدرتوں کی ضرورت تھی وہ سب اسے عالم رحم میں عطا کی گئیں۔''

''پس ضروری ہے کہ وہ اس دنیا میں خود کو اگلی زندگی کے لئے تیار کرے۔ کیونکہ عالمِ ملکوت میں اسے جن چیزوں کی ضرورت ہوگی ان کا یہاں حاصل کرنا ضروری ہے۔ جس طرح اس نے عالم رحم میں ان قوتوں کو حاصل کر کے خود کو تیار کیا تھا جن کی اسے اپنے وجود کی موجودہ دور میں ضرورت ہے بالکل اسی طرح ملکوتی وجود کے لئے ناگزیر قوتوں کو بنیادی طور پر اس دنیا میں حاصل کرنا ہوگا۔''

1۔ فیصلہ کریں درج ذیل درست ہیں یا نہیں:

_____ اس دنیا کے لئے تمام ضروری ہمیں عالم رحم میں عطا کر دی گئی ہیں۔

_____ اگلی زندگی کی لئے خود کو آمادہ کرنا ضروری نہیں۔

_____ ہمیں عالم ملکوت میں جن چیزوں کی ضرورت ہوگی انہیں ہم یہاں حاصل کر سکتے ہیں۔

_____ اس زندگی کا مقصد آئندہ کی زندگی کے لئے ضروری صلاحیتوں اور قوتوں کا حاصل کرنا ہے۔

_____ اصل زندگی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب آدمی مر کر ملکوت الٰہی میں داخل ہوتا ہے۔

_____ حقیقی زندگی اسی دنیا میں شروع ہوتی ہے اور جسمانی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔

2۔ وہ چند صلاحتیں کیا ہیں جو انسان عالم رحم میں حاصل کرتا ہے؟ ____________________

____

____

3- موت کے بعد کی زندگی کے لئے کون کون سی صلاحیتیں اس دنیا میں حاصل کرنا ضروری ہیں؟ ____________________

____

____

حصہ:10

حضرت بہآءاللہ دعوی فرماتے ہیں:

’’آج کے دن آدمی کی پوری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ عنایت کے اس سیلاب سے اپنا حصہ حاصل کرے جو خدا نے اس کے لئے جاری کیا ہے۔ پس کسی کو برتن کے بڑے ہونے یا چھوٹے ہونے پر دھیان نہیں دینا چاہئے۔ بعض کا حصہ چلو بھر ہو سکتا ہے، دوسروں کا پیالہ بھر جبکہ بعض دیگر کا بالٹی بھر بھی ہو سکتا ہے۔‘‘

1۔ درج بالا اقتباس کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

ا۔ آج کے دن آدمی کی پوری ذمہ داری کیا ہے؟ ________________________

ب۔ ان عنایات میں سے چند کا ذکر کریں جو آپ کو خدا نے عطا کی ہیں ________________________

____

ج۔ درج بالا اقتباس میں لفظ برتن سے کیا مراد ہے؟ ________________________

د۔ ہمیں اپنے ’’برتن کے بڑے یا چھوٹے ہونے پر‘‘ دھیان کیوں نہیں دینا چاہئے ________________________

____

ہ۔ وہ چند چیزیں کیا ہیں جو ہمیں خدا کی عنایات میں سے اپنا حصہ حاصل کرنے سے روکتی ہیں ________________________

____

2۔ درج ذیل میں سے کونسے درست ہیں:

_____ ہماری صلاحیت کی بڑائی اور کمی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم کتنے ہوشیار ہیں۔

_____ خدا کی خدمت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کو بھول کر اس پر بھروسہ کریں۔

_____ اگر ہم اس دنیا میں اپنی ان صلاحیتوں کو ترقی نہیں دیں گے جو خدا نے ہمیں بخشی ہیں تو جب ہم دوسری دنیا میں پہنچیں گے تو ہماری روحیں کمزور ہونگی۔

حصہ:11

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

’’تو نے مجھ سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا ہے۔ یقین سے جان لے کہ روح خدا کی ایک نشانی ہے، ایک آسمانی جوہر جس کی حقیقت جاننے سے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم بھی قاصر رہے ہیں اور جس کے راز کو اعلیٰ ترین ذہن بھی کبھی نہیں کھول سکتے۔ تمام مخلوقات میں یہ وہ اولین چیز ہے جس نے اپنے خالق کی خوبی کا اعلان کیا، سب سے پہلے اس کے جلال کو تسلیم کیا، اس کی سچائی سے متمسک ہوئی اور اس کے سامنے حمد وثنا کے لئے سر تسلیم خم کیا۔‘‘

1۔ خالی جگہوں کو پُر کریں:

ا۔ روح خدا کی ایک ______________ ہے

ب۔ روح ایک ______ جس کی ______ سے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم بھی قاصر رہے ہیں اور جس کے۔۔۔کو اعلیٰ ترین ذہن بھی کبھی ______________

ج۔ تمام مخلوقات میں ______________ ہی وہ اولین چیز ہے جس نے اپنے خالق کی خوبی کا اعلان کیا۔

د۔ روح وہ ہے جس نے سب سے پہلے خدا کے ______ کو تسلیم کیا۔

ہ۔ روح وہ ہے جو سب سے پہلے خدا کی ______ سے متمسک ہوئی۔

و۔ روح وہ ہے جس نے سب سے پہلے خدا کے سامنے ________ سر تسلیم خم کیا۔

2۔ درج ذیل میں سے کونسے درست ہیں؟

____ ''راز کھول سکنے'' سے مراد بھید معلوم کرنا ہے۔

____ تمام چیزوں میں جس چیز نے سب سے پہلے خدا کو تسلیم کیا وہ انسانی دماغ ہے۔

____ اعلیٰ ترین سے کیا مراد ذہین۔

____ ایک عالم شخص روح کے راز کو سمجھتا ہے۔

____ صرف بڑے بڑے فلسفی ہی خدا کی عظمت کا اعلان کر سکتے ہیں۔

____ روح کے بارے میں غور وفکر کرنا ضروری نہیں کیونکہ ہم اسے ہرگز سمجھ نہیں پائیں گے۔

حصہ:12

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''تم اس پرندے کی طرح ہو جو اپنے مضبوط بازوؤں کی پوری قوت کے ساتھ بھرپور مسرت و اعتماد سے آسمان کی وسعتوں میں اس وقت تک پرواز کرتا ہے، جب تک وہ اپنی بھوک مٹانے کی خواہش سے مجبور ہو کر اپنے نیچے زمین کے آب وگل کی طرف شوق سے متوجہ نہیں ہو جاتا، اور پھر وہ اپنی خواہشات کے جال میں پھنس کر دوبارہ ان عوالم کی طرف پرواز کرنے سے خود کو معذور پاتا ہے جہاں سے یہ آیا تھا۔ اپنے آلودہ پروں پر جمے ہوئے بوجھ کو جھاڑنے کی قوت سے محروم وہ پرندہ جو اب تک آسمانوں کا باسی تھا، آخر کار مٹی میں گھر بنانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پس، میرے خادمو! اپنے بازوؤں کو سرکشی اور فضول خواہشات کی مٹی سے آلودہ نہ کرو، اور انہیں حسد اور نفرت کی دھول سے گندہ نہ ہونے دو، تاکہ میرے ملکوتی علم کے آسمان میں پرواز کرنے میں تمہاری راہ میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔''

1۔ خالی جگہوں کو پر کریں:

ا۔ اس اقتباس میں حضرت بہآءاللہ نے جس پرندے کا حوالہ دیا ہے وہ انسان کی ______________ ہے۔

ب۔ یہ پرندہ ______________________________ کا باشندہ ہے۔

ج۔ یہ پرندہ اب مجبور ہے کہ ______________________________ میں اپنا گھر بنائے۔

2۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں۔

ا۔ روح کے ''پر'' کس طرح ''آلودہ'' ہو سکتے ہیں؟ ______________________________

____

ب۔ چند ایسی آلودگیوں کا ذکر کریں جو ''زمین کے آب و گل'' کی طرح ہیں؟ ______________________________

____

ج۔ وہ کونسی چند ایسی باتیں ہیں جو ملکوتی علم کے آسمان میں پرواز کرنے سے ہمیں روکتی ہیں؟ ______________________________

____

د۔ آخر کوئی روح اپنے آسمانی گھر کے بدلے یہ دنیاوی گھر کیوں لے لیتی ہے؟ ______________________________

____

3 ۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل درست ہیں۔

_____ دنیاوی تعلقات ہماری روحانی پرواز میں رکاوٹ بنتی ہے۔

_____ سرکشی، خود پسندی اور نفسانی خواہشات ہمیں ملکوتی علم کے آسمانوں میں پرواز سے روکتی ہیں۔

_____ حسد اور نفرت انسان کی خصلتیں ہیں اور یہ روح کو بوجھل نہیں کرتیں۔

_____ اس دنیا کی چیزوں سے خود کو منقطع کر کے ہم اپنے آپ کو اس بوجھ سے نجات دلا سکتے ہیں جو ہمیں آسمانوں کی وسعت میں پرواز کرنے سے روکتی ہے۔

_____ روح کا گھر اس زمین پر ہے۔ .

حصہ 13:

حضرت بہآء اللہ فرماتے ہیں:

''خدا نے کل کائنات اور موجودات کو خلق کرنے کے بعد۔۔۔ چاہا کہ انسان کو یہ منفرد امتیاز و استعداد بخشے کہ وہ اُس کا عرفان حاصل کرے اور اُس سے پیار کرے۔ یہ وہ صلاحیت ہے جسے تمام مخلوق کے پیدا کرنے کا باعث اور بنیادی مقصد خیال کیا جانا چاہئے۔ اس نے ہر چیز کی حقیقت کو اپنے ناموں میں سے ایک نام کے ذریعہ منور کیا اور اسے اپنی صفات میں سے ایک صفت سے روشن کیا۔ لیکن انسان کی حقیقت پر اس نے اپنے تمام ناموں اور صفات کا پرتو ڈالا اور اسے خود اپنی ذات کا آئینہ بنایا۔ تمام مخلوقات میں صرف انسان ہی کو اس نے اپنے فضل عظیم اور رحمت قدیم سے مختص فرمایا۔''

1۔ خالی جگہوں کو پر کریں:

ا۔ خدا نے چاہا کہ انسان کو یہ منفرد امتیاز و استعداد بخشے کہ وہ _________ کرے اور _________ کرے۔

ب۔ خدا نے ہر شے کی حقیقت کو اپنے _____________________ ذریعہ منور کیا ہے۔

ج۔ انسان کی حقیقت پر خدا نے اپنے _____________________ اور _____________________ کا پرتو ڈالا ہے اور اسے

خود اپنی ________________ کا آئینہ بنایا ہے۔

2۔ اب درج ذیل سوالات کا جواب دیں۔

ا۔ کیا آپ چند خدائی صفات بیان کر سکتے ہیں؟ ________________

____

ب۔ آدمی کی روح سے منعکس ہونے والی چند خدائی صفات کیا ہیں؟ ________________

ج۔ یہ صفات کس طرح ظاہر ہو سکتی ہیں؟ ________________

____

د۔ خدا نے انسان پر کون سی خصوصی عنایت کی ہے؟ ________________

____

3۔ درج ذیل میں سے کونسے درست ہیں:

____ تمام مخلوقات میں انسان منفرد نہیں ہے۔

____ خدا سے محبت اور اسے جاننے کی صلاحیت ہی ہے جسے تمام مخلوق کے پیدا کرنے کا باعث اور بنیادی مقصد خیال کیا جانا چاہئے۔

____ ہر مخلوق چیز خدا کی صفات میں سے کسی ایک صفت کو ظاہر کرتی ہے۔

____ انسانی روح خدا کی تمام صفات کو منعکس کر سکتی ہے۔

حصہ 14:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

"البتہ آفتاب عنایت اور سرچشمۂ ہدایت نے انسان کی حقیقت میں جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں وہ اس کے اندر مستور و پوشیدہ ہی رہتی ہیں جیسا کہ شعلہ شمع کے اندر پوشیدہ ہے اور روشنی کی کرنیں امکانی طور پر چراغ میں موجود ہیں۔ لیکن ان مضمر صلاحیتوں کی روشنی کو دنیاوی آرزوئیں اسی طرح دھندلا سکتی ہیں جس طرح سورج کی روشنی آئینے پر پڑے ہوئے گرد و غبار کے نیچے دب سکتی ہے۔ شمع ہو یا چراغ کوئی بھی مدد اور تعاون کے بغیر خود اپنی ہی کوشش سے روشن نہیں ہو سکتا؛ اور نہ آئینے کے لئے کبھی یہ ممکن ہوگا کہ وہ خود ہی اپنے دھول جھاڑ لے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ جب تک آگ نہ دکھائی جائے چراغ نہیں جلے گا۔ اور جب تک آئینہ پر سے گرد و غبار صاف نہیں کیا جائے گا یہ کبھی بھی سورج کا عکس نہیں پیش کر سکے گا اور نہ ہی اس کی روشنی اور آب و تاب کو منعکس کر سکے گا۔"

ا۔ لفظ "مضمر" سے کیا مراد ہے؟ ________________

ب۔ وہ کونسی قوتیں ہیں جو انسان کی روح میں مضمر ہیں؟ ________________

ج۔ چراغ میں کون سی صلاحیت مضمر ہوتی ہے؟ ________________

د۔ آئینہ میں کون سی صلاحیت مضمر ہوتی ہے؟ ________________

ہ۔ اگر چراغ سے روشنی حاصل کرنا ہو تو آپ کیا کرتے ہیں؟___________________________

ز۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آئینہ روشنی منعکس کرے تو آپ کو کیا کرنا ہوگا؟___________________________

پ۔ کیا چراغ اور آئینہ بذاتِ خود اپنی صلاحیت کا اظہار کر سکتے ہیں؟___________________________

ذ۔ ہم ان دونوں مثالوں کو آدمی کی روح کی حالت پر کس طرح منطبق کر سکتے ہیں؟___________________________

و۔ انسانی روح کو اپنی صلاحیت ظاہر کرنے کے قابل کون بنا سکتا ہے؟___________________________

____

حصہ:15

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''ذاتِ قِدَم کے علم کا دروازہ لوگوں کے لئے ازل سے بند رہا ہے اور ابد تک بند ہی رہے گا۔ کسی آدمی کی سوجھ بوجھ اس کے آستانِ مقدس تک ہرگز رسائی حاصل نہیں کر پائے گی۔ البتہ اس نے اپنی رحمت کی نشانی اور اپنے فضل کے ثبوت کے طور پر لوگوں میں اپنی آسمانی ہدایت کے آفتابوں کو ظاہر کیا جو اس کی مقدس وحدانیت کی علامات ہیں۔ اور اس نے ان مقدس ہستیوں کی شناخت کو اپنی شناخت قرار دیا ہے۔ جو بھی انہیں تسلیم کرتا ہے اس نے خدا کو تسلیم کیا، جو بھی ان کی پکار پر لبّیک کہتا ہے اس نے خدا کی نداء پر لبیک کہا اور جو بھی ان کے ظہور کی حقیقت کی گواہی دیتا ہے اس نے خدا کی حقیقت کی گواہی دی۔ جو بھی ان سے روگردانی کرتا ہے اس نے دراصل خدا کا انکار کیا۔ ان میں سے ہر ایک ''خدا کی راہ'' ہے جو اس دنیا کو عوالم بالا سے ملاتی ہے اور زمین و آسمان میں موجود ہر شئے کے لئے خدا کی حقانیت کا معیار ہے۔ وہ لوگوں کے درمیان مظاہرِ ظہور الٰہیہ ہیں، اس کی سچائی کے ثبوت ہیں اور اس کے جلال کی نشانیاں ہیں۔''

1۔ درج بالا اقتباسات کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں۔

ا۔ کیا انسان کے لئے خدا کو براہ راست جان لینا ممکن ہے؟_

ب۔ تب ہم خدا کو کیسے جان سکتے ہیں؟___________________________

ج۔ ہدایت آسمانی کے آفتابوں میں سے چند کے نام بتائیں؟___________________________

پ۔ جن لوگوں نے مظہرِ ظہورِ الٰہی کی آواز پر کان دھرا انہوں نے کس کی آواز سنی؟___________________________

د۔ جب ہم مظاہرِ ظہورِ الٰہی کی پکار پر دھیان نہیں دیتے تو اصل میں ہم کس سے روگردانی کر رہے ہوتے ہیں؟___________________________

2۔ درج ذیل فقروں کو مکمل کریں:

ا۔ ذاتِ قِدَم کے علم کا دروازہ لوگوں کے لئے ازل سے__________ ہے اور__________ تک بند رہے گا۔

ب۔ کسی آدمی کی سوجھ بوجھ__________ تک ہرگز رسائی حاصل نہیں کر پائے گی۔

ج۔ خدا نے اپنے مظاہرِ ظہور کو اپنی__________ نشانی اور اپنے__________ کے ثبوت کے طور پر بھیجا ہے۔

پ۔ خدا کے مظاہرِ ظہور کی شناخت خود__________ شناخت کے برابر ہے۔

د۔ جو بھی ان مظاہرِ ظہور کو تسلیم کرتا ہے وہ__________ کو تسلیم کرتا ہے۔

ہ۔ جو بھی ان کی پکار پر لبیک کہتا ہے وہ__________ کہتا ہے۔

ز۔ ان میں سے ہر ایک خدا کی راہ ہے جو___________________________

3۔ درج ذیل میں سے کونسے درست ہیں:

ا۔ آدمی خود اپنی کوششوں سے روحانی بن جائے گا۔

ب۔ خدا نے آدمی کو عقل بخشی ہے اور اس کی ترقی کے لئے یہی کافی ہے۔

ج۔ آدمی مظہر الٰہی کو تسلیم کرلے تو بس یہی اس کی روحانی ترقی کے لئے کافی ہے اب اسے مزید کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پ۔ آدمی صرف اسی وقت روحانی ترقی کرسکتا ہے جب وہ مظہر ظہور الٰہی کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش بھی کرے۔

د۔ آدمی براہ راست خدا کو پہچان سکتا ہے۔

ذ۔ آدمی خدا جیسا بن سکتا ہے۔

ز۔ خدا لوگوں کی سمجھ سے مقدس اور برتر ہے۔

ہ۔ جب ہم خدا کے مظہر ظہور کا کلام سنتے ہیں تو ہم خدا کی آواز سن رہے ہوتے ہیں۔

حصہ 16:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''خدا کے انبیاء ورسل صرف اس مقصد کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں کہ وہ نوع انسانی کی سچائی کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کریں۔ ان کے ظہور کا مقصد یہی رہا ہے کہ وہ سب لوگوں کی تربیت کریں تاکہ موت کے وقت انتہائی پاکیزگی اور تقدیس کے ساتھ اور پورے انقطاع کے عالم میں خدائے بلند و برتر کے عرش کی طرف صعود کریں۔''

ایک اور عبارت میں آپ فرماتے ہیں:

''انسان طلسم اعظم ہے۔ البتہ درست تربیت کی کمی نے اسے اس چیز سے محروم کر رکھا ہے جو اس میں ودیعت ہے۔ خدا کے منہ سے نکلنے والے ایک لفظ کے ذریعہ اسے وجود میں لایا گیا تھا؛ ایک اور لفظ کے ذریعہ اسکی رہنمائی کی گئی تھی کہ وہ اپنی تربیت کے سرچشمہ کو پہچانے؛ ایک اور لفظ کے ذریعہ اس کے مقام اور منزل مقصود کی حفاظت کی گئی تھی۔ وجود کبریٰ فرماتا ہے: انسان کو ناقابل اندازہ قیمتی جواہرات کا معدن خیال کرو۔ صرف تربیت ہی اس بات کا سبب بنے گی کہ یہ اپنے خزائن ظاہر کرے اور نوع بشر کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ اگر کوئی شخص اس پر غور کرتا جو خدا کی مقدس مشیت کے آسمان سے نازل ہونے والی کتابوں نے ظاہر کیا ہے تو وہ فوراً یہ جان لیتا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک روح کی طرح سمجھا جائے تاکہ ہر دل پر یہ مہر لگا دی جائے کہ بادشاہت خدا کی ہوگی اور ملکوتی فضل، عنایت اور رحمت پوری نسل انسانی پر چھا جائے۔''

1۔ مظہر ظہور الٰہی کس مقصد کے لیئے بھیجے جاتے رہے ہیں؟ ____________________

____

2۔ اس ظہور کا کیا مقصد ہے؟ ____________________

____

3۔ ''طلسم'' سے کیا مراد ہے؟ ____________________

4۔ تربیت کی کمی کا آدمی پر کیا اثر ہوا؟____________________

5۔ درست تربیت کس بات کا سبب بن سکتی ہے؟____________________

6۔ آدمی کی تربیت کا ''سرچشمہ'' کیا ہے؟____________________

7۔ آدمی کی ''منزلِ مقصود'' کیا ہے؟____________________

8۔ تربیت سے آدمی میں جو جواہر ظاہر ہو سکتے ہیں ان میں سے بعض کیا ہیں؟____________________

9۔ جب ہم کلام الٰہی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں کیا سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے؟____________________

____

حصہ:17

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''اس کے علاوہ تو نے مجھ سے بدن سے جدا ہونے کے بعد روح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا ہے۔ یقین سے جان لے کہ اگر آدمی کی روح خدا کی راہوں پر چلی ہو تو یہ یقیناً لوٹ کر محبوب کے جلال میں مل جائے گی۔ خدا کی نیکی کی قسم! اسے وہ مقام ملے گا جس کا ذکر کوئی قلم نہیں لکھ سکتا اور جسے کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ جو روح خدا کے امر سے وفادار اور اس کی راہ میں ثابت قدم رہی ہے وہ اپنے صعود کے بعد ایسی قوت کی مالک ہوگی کہ قادرِ مطلق کے خلق کردہ تمام عوالم اس کے ذریعہ فیضیاب ہو سکیں گے۔''

درج ذیل فقروں کو مکمل کریں:

ا۔ اگر آدمی کی روح خدا کی راہوں پر چلی ہو تو یہ یقیناً____________________

____

ب۔ اسے وہ مقام ملے گا جسے____________________

____

ج۔ جو__________ خدا کے امر سے__________ اور اس کی__________ میں

ثابت قدم رہی ہے وہ اپنے صعود کے بعد ایسی__________ کی مالک ہوگی کہ____________________

اس کے ذریعہ__________ ہو سکیں گے۔

حصہ:18

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''مبارک ہے وہ روح جو بدن سے جدا ہوتے وقت دنیا کے لوگوں کے فضول خیالات سے پاک ہوتی ہے۔ ایسی روح اپنے خالق کی مرضی کے مطابق رہتی اور حرکت کرتی ہے اور فردوسِ اعلیٰ میں داخل ہوتی ہے۔ ملکوتی حوریں اور اعلیٰ محلوں میں رہنے والے اس کا طواف کریں گے اور خدا کے انبیاء و اصفیا اس کی رفاقت کے متمنی ہوں گے۔ ان کے ساتھ وہ روح آزادانہ کلام کرے گی اور انہیں ان مصائب سے آگاہ کرے گی جو اسے رب العالمین کی راہ میں برداشت کرنے پڑے تھے۔''

’’اسے چاہئے کہ وہ گناہ گار کو معاف کر دے، اور اس کی پست حالت سے ہرگز نفرت نہ کرے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا اپنا خاتمہ کیسے ہونے والا ہے۔ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک گناہ گار اپنی موت کی گھڑی میں ایمان کے جوہر سے سرفراز ہو گیا اور آبِ حیات کو غٹا غٹ پیتا ہوا ملاءِ اعلیٰ میں پرواز کر گیا! اور کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک عبادت گزار مؤمن اپنی روح کی پرواز کی گھڑی میں اس طرح بدل گیا کہ پست ترین آگ میں جا گرا۔‘‘

1۔ بدن سے جدا ہوتے وقت ہماری روح کی حالت کیا ہونی چاہئے؟ ______

2۔ چند فضول خیالات کیا ہو سکتے ہیں؟ ______

3۔ فضول خیالات سے پاک روحیں کہاں جاتی ہیں؟ ______

4۔ کیا یہ روحیں خدا کے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں سے گفتگو کر سکیں گی؟ ______

5۔ ان روحوں کی رفاقت کن کے ساتھ رہے گی؟ ______

6۔ کیا ہمیں یہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کب اور کیسے ختم ہو گی؟ ______

7۔ ہم ابدی زندگی حاصل کرنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ ______

حصہ:19

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

’’روحِ انسانی چونکہ اس قالبِ عنصری کو چھوڑنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی کی وارث ہے اس لئے بلاشک ایک موجود شئے ہے اور ترقی کے قابل۔ اسی لئے مرنے کے بعد انسان کے لئے عفو و عنایت، رحم اور مہربانی کا مانگنا جائز ہے۔ کیونکہ وجود ترقی کے قابل ہے۔ اسی لئے حضرت بہاءاللہ کی ادعیہ و مناجات میں دوسری دنیا کی طرف صعود کئے ہوئے لوگوں کے لئے عفو و غفران مانگا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح اس دنیا میں خلق خدا کی محتاج ہے اس دنیا میں بھی محتاج ہے اور خدا ہمیشہ غنی مطلق ہے اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی۔‘‘

ہمیں مرحومین کی ارواح کے لئے دعا کیوں کرنی چاہئے؟

______

______

______

______

حصہ:20

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

’’جب روح اس خاکی ڈھیر سے کوچ کرتی ہے اور خدا کے عوالم کی جانب پرواز کرتی ہے، تب تمام پردے گر جائیں گے اور حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار

ہوجائے گی اور وہ سب جو نامعلوم تھا ظاہر ہوجائے گا اور چھپی سچائیاں قابلِ فہم بن جائیں گی۔''

''ملاحظہ کرو کہ ایک وجود عالمِ رحم میں کس طرح کانوں سے بہرا، آنکھوں سے اندھا اور قوتِ گویائی سے محروم تھا۔ کس طرح وہ کسی بھی قسم کے شعور سے عاری تھا۔ البتہ جب ایک بار وہ اس عالمِ تاریکی سے باہر اس عالمِ نورانی میں قدم رکھتا ہے، تو اس کی آنکھیں دیکھنے اور کان سننے لگتے ہیں اور زبان گویا ہوجاتی ہے۔ اسی انداز میں جب وہ اس فانی دنیا کو چھوڑ کر ملکوتِ خداوندی کی طرف لپکتا ہے تب وہ روح کی حیثیت میں جنم لیتا ہے۔ تب اس کے باطن کی آنکھیں کُھل جائیں گی، اس کی روح کے کان ندائے ربانی سُن سکے گی اور وہ تمام حقیقتیں جن سے وہ اس دنیا میں غافل تھا اس کے سامنے واضح اور ظاہر ہوجائیں گی۔''

1۔ درج ذیل فقروں کو مکمل کریں:

ا۔ جب یہ روح دنیا کو چھوڑ دیتی ہے، تب

- پردے ______________________________
- اور حقیقت ______________________________
- اور وہ سب جو نامعلوم تھا ______________________________
- اور چھپی ہوئی سچائیاں ______________________________

ب۔ عالم __________ میں، ہم __________ کانوں سے، ہم __________ آنکھوں سے، ہم __________ قوت گویائی سے۔

ج۔ جب ہم اس دنیا میں پیدا ہوتے ہیں، تب ہماری آنکھیں __________، ہمارے کان __________، اور زبان __________

ک۔ اسی انداز میں جب ہم ملکوتِ خداوندی کی طرف جاتے ہیں تب وہ __________ کی حیثیت سے __________ لیتا ہے۔

د۔ تب ہماری __________ کی آنکھیں __________ جائیں گی، ہماری __________ کے کان __________ سُن سکیں گے اور وہ تمام __________ جن سے ہم اس دنیا میں غافل تھے ہمارے سامنے __________ اور __________ ہوجائیں گے۔

2۔ فیصلہ کریں درج ذیل بیانات درست ہیں۔

____ جب ہم عالمِ رحم میں ہوتے ہیں تو ہمیں اس دنیا کے متعلق علم رکھتے ہیں۔

____ مرنے کے بعد کی حالت ہمارے لئے اس دنیا میں ایک پوشیدہ حقیقت ہے۔

____ مرنے کے بعد بالکل ایک نیا افق ہمارے سامنے کھل جائے گا۔

____ جب ہم مرجائیں گے تو دوبارہ زندہ ہونے اس دنیا میں آجائیں گے۔

حصہ 21:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں

''اور اب تمہارے سوال کے بارے میں کہ کیا انسانی ارواح جسم سے اپنی جدائی کے بعد ایک دوسرے کا شعور قائم رکھ سکیں گی۔ جان لو کہ جو اہلِ بہاء کی سرخ کشتی میں داخل ہو کر

اس میں استغراق پائے گئے ہیں ان کی روحیں ایک دوسرے سے ملیں جلیں گی اور نہایت قربت سے گفتگو کریں گی اور اپنی زندگیوں میں اس قدر قربت سے رہیں گی کہ ان کی آرزوئیں، ان کے مقصد اور ان کی کاوشیں ایسی ہوں گی گویا کہ وہ ایک ہی نفس و روح ہوں۔ درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جو خوب باخبر ہیں، جن کی نظریں باریک بین ہیں اور جنہیں عرفان عطا کیا گیا ہے۔ علیم و حکیم خدا نے اسی طرح حکم فرمادیا ہے۔"

"اہل بہاء جو خدائی کشتی کے سوار ہیں ان میں سے ہر ایک سب دوسروں کی حالت اور کیفیت سے آگاہ ہے اور دوستی اور رفاقت کے بندھن میں جڑا ہوا ہے۔ تاہم یہ کیفیت ان کے ایمان اور ان کی کردار پر منحصر ہوگی۔ وہ جو ایک ہی درجہ اور مقام رکھتے ہیں وہ ایک دوسرے کی صلاحیت، کردار، کامرانیوں اور خوبیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تاہم وہ جو نچلے درجہ پر ہیں وہ ان کے مقام کو سمجھنے یا ان کی خوبیوں کا اندازہ لگانے کے قابل نہیں ہیں جو ان کے مرتبے میں بلند ہیں۔ ہر ایک تیرے رب سے اپنا حصہ وصول کرے گا۔ مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنا روخ خدا کی طرف پھیرلیا اور اس کی محبت میں استقامت سے چلا، یہاں تک کہ اس کی روح اس خدا کی طرف پرواز کرگئی جو بادشاہ، مقتدر، غفور، رحیم ہے۔"

1۔ کیا ہم اگلی دنیا میں، ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں ہم اس دنیا میں جانتے ہیں؟ ______________________

2۔ اگلی دنیا میں روحوں کے درمیان ملاپ کتنا قریبی ہوگا؟ ______________________

3۔ اگلی دنیا میں روحوں کے درمیان اختلافات اور امتیازات کا انحصار کس چیز پر ہوگا؟ ______________________

____

4۔ کیا کوئی خدا کے فضل سے محروم رہے گا؟ ______________________

حصہ 22:

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

"اے میرے بندو! اگر ان دنوں اس دنیا میں قضائے الٰہی سے ایسی چیزیں ظاہر ہو رہی ہیں جو تمہاری خواہش کے خلاف ہیں تو غمگین مت ہونا۔ کیونکہ مبارک خوشی اور آسمانی مسرت کے دن یقیناً تمہارے لئے رکھے گئے ہیں۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے مقدس اور روحانیت سے منور جہان منکشف کئے جائیں گے۔ خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے کہ اس دنیا میں اور اس کے بعد تم ان کے فیوضات کو حاصل کرو، ان کی خوشیوں میں شریک ہو اور ان کے ہمیشہ رہنے والے فضل کو پانے والے بنو۔ بیشک تم ان میں سے ہر ایک تک رسائی پاؤ گے۔"

1۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل بیانات درست ہیں۔

_____ اگر چیزیں ہماری خواہشات کے مطابق نہ ہوں تو ہمیں غمزدہ ہو جانا چاہئے۔

_____ اچھی یا بری ہر چیز خدا کی مرضی سے ہے۔

_____ ہم سب کے خوشی کے دن ہمارے منتظر ہیں۔

_____ خدا کے دوسرے مقدس اور روحانی طور پر شاندار عوالم دیکھنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

_____ ہماری تقدیر یہ ہے کہ ہم ان دنیاؤں کے فیوضات کو اس زندگی اور بعد کی زندگی میں حاصل کریں۔

2۔ اگر چیزیں ہماری خواہش کے مطابق نہ ہو رہی ہوں تو ہمیں افسوس کیوں نہیں کرنا چاہئے؟ ______________________

3۔ حضرت بہآءاللہ اس تحریر میں ہم سے کیا وعدہ کرتے ہیں؟ ______________________

حصہ: 23

اس یونٹ میں آپ نے انسانی زندگی کے معنی پر غور کیا۔ آپ نے روح کی فطرت، اس دنیا میں زندگی کا مقصد، روحانی صفات کی ترقی کی ضرورت اور ابدی، شان وشوکت اور خوشی سے بھرپور زندگی کے دیئے گئے وعدے کے متعلق سیکھا۔ اس کتاب کے دوسرے یونٹ، ہم نے دوہرے مقصد۔۔ خود اپنی روحانی اور ذہنی پرورش اور سماج کی کایا پلٹ میں شرکت میں مصروف رہنے پر بات کی۔ ان بصیرت کی روشنی میں جو آپ نے روح کی ترقی کے بارے میں حاصل کی، اس تصور پر واپس آنے اور اس مقصد کے دونوں پہلوؤں سے شرکت کرنے کی اہمیت کے بارے میں سوچنے کا یہ ایک موقع ہے۔ اپنے گروپ میں درج ذیل موضوعات پر بات چیت کرنا آپ کے غور وفکر میں مفید ہو سکتے ہیں۔۔

1۔ روحانی خصوصیات کو ترقی دینا۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے اصولوں پر عمل کرنا۔

3۔ نسل انسانی کی خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرنا۔

4۔ خدمت کی راہ میں ترقی کرنا۔

REFERENCES

1. From a talk given on 10 November 1911, published in *Paris Talks: Addresses Given by 'Abdu'l-Bahá in 1911* (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2006, 2016 printing), no. 29.12–13, p. 109.

2. From a letter dated 1 April 1946 written on behalf of Shoghi Effendi, published in *Lights of Guidance: A Bahá'í Reference File* (New Delhi: Bahá'í Publishing Trust, 1988, 2010 printing), no. 1820, p. 537.

3. From a letter dated 28 July 2016 written on behalf of the Universal House of Justice.

4. 'Abdu'l-Bahá, in *Some Answered Questions* (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2014, 2016 printing), no. 66.3, pp. 352–53.

5. Ibid., no. 38.5, p. 220.

6. From a talk given by 'Abdu'l-Bahá on 9 November 1911, published in *Paris Talks*, no. 28.16, p. 104.

7. From a letter dated 31 December 1937 written on behalf of Shoghi Effendi, published in *Lights of Guidance*, no. 680, p. 204.

8. *Gleanings from the Writings of Bahá'u'lláh* (Wilmette: Bahá'í Publishing Trust, 1983, 2017 printing), LXXXII, par. 8, p. 183.

9. 'Abdu'l-Bahá, in *Some Answered Questions*, no. 61.1–2, p. 334.

10. *Gleanings from the Writings of Bahá'u'lláh*, LXXX, par. 2, p. 174.

11. Ibid., LXXXI, par. 1, p. 176.

12. Ibid., CLXV, par. 1–3, pp. 391–92.

13. Bahá'u'lláh, *The Hidden Words* (Wilmette: Bahá'í Publishing Trust, 2003, 2012 printing), Arabic no. 32, p. 11.

14. From a talk given on 6 July 1912, published in *The Promulgation of Universal Peace: Talks Delivered by 'Abdu'l-Bahá during His Visit to the United States and Canada in 1912* (Wilmette: Bahá'í Publishing, 2012), pp. 315–16. (authorized translation)

15. *Gleanings from the Writings of Bahá'u'lláh*, V, par. 4, p. 8.

16. Ibid., LXXXII, par. 1, pp. 179–80.

17. Ibid., CLIII, par. 6, pp. 370–71.

18. Ibid., XXVII, par. 2, pp. 72–73.

19. Ibid., XXVII, par. 3, p. 73.

20. Ibid., XXI, par. 1, pp. 54–55.

21. Ibid., LXXXI, par. 1, p. 177.

22. Ibid., CXXII, par. 1, pp. 293–94.

23. Ibid., LXXXII, par. 7, p. 182.

24. Ibid., LXXXI, par. 1, pp. 176–77.

25. Ibid., CXXV, par. 3, pp. 300–1.

26. ‘Abdu’l-Bahá, in *Some Answered Questions*, no. 62.3, pp. 340–41.

27. *Selections from the Writings of ‘Abdu’l-Bahá* (Wilmette: Bahá’í Publishing, 2010, 2015 printing), no. 149.3–4, pp. 246–47.

28. *Gleanings from the Writings of Bahá’u’lláh*, LXXXVI, par. 1–2, pp. 192–93.

29. Ibid., CLIII, par. 9, p. 373.